

طہارتی کے سباق ۱۲۱

رسول اللہ ﷺ کے مبارک ارشادات کی روشنی میں

از قلم: قاری محمد کرام عفیلہ
مذکورین! مدرسہ فیض القرآن اودھروال ضلع چکوال

عرض مرتب

اسلام میں طہارت و پاکیزگی کی حیثیت صرف یہی نہیں ہے کہ وہ نماز، تلاوت قرآن اور طواف کعبہ جیسی عبادات کیلئے لازمی شرط ہے، بلکہ قرآن و حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بجائے خود بھی دین کا ایک اہم شعبہ اور بذات خود بھی مطلوب ہے۔ قرآن مجید کی آیت:

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيَحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ

”اللَّهُ يُحِبُّ كَرْنَے والوں سے محبت کرتا ہے اور پاک صاف رہنے والے اپنے بندوں کو محبوب رکھتا ہے۔“

اس ارشاد پاک سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اسلام میں طہارت و پاکیزگی کی کتنی اہمیت ہے۔

قرآن کی ہدایت کا مطلب یہ ہے کہ اپنے لباس، جسم اور قلب و روح کو ہر طرح کی گندگیوں سے پاک صاف رکھو۔ قلب و روح کی گندگیوں سے مراد تو کفر و شرک کے باطل عقائد و خیالات اور اخلاقی معافیب یہیں اور جسم و لباس کی گندگی سے مراد وہ محسوس نجاںیں ہیں جن سے ہر طمع ملیم کراہت کرتی ہے اور جن کا بچس ہونا محسوس ہے یا جن پر شریعت نے بچس ہونے کا حکم لگایا ہے۔

پس ہر مسلمان کیلئے لازم ہے کہ وہ ان احکام کو جانے، یاد کر لے اور ان کے مطالب اپنے ظاہر و باطن کو پاک کرے۔ قلب و روح کو بھی باطل افکار و نظریات اور کفر و شرک کے عقائد سے پاک رکھے اور اپنے جسم، لباس اور دوسری مشعلق چیزوں کو بھی ہر طرح کی نجاںتوں سے پاک رکھے۔

زمین نظر کتابچہ طہارت کے بیان کے 21 دروں پر مشتمل ہے، اور یہ ایکس بین YouTube پر میرے چینل Umar Gallery پر بیان ہو چکے ہیں۔ یہ ان نوٹس (Notes) کو کپوڑ کر کے انہیں ہمیشہ کے لئے محفوظ کر لینے اور مطالعہ کا ذوق رکھنے والوں کی خاطر احتسابی صورت دے دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سعی و قبول فرمائیں اور ہم سب کو دین پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائیں، آمین یارب العالمین

محمد اکرم غفرلہ 16 جمادی الثانی 1444ھ ب طابق 9 جنوری 2023ء

مدرس! مدرسہ فیض القرآن اور حروال ضلع چکوال

طہارت جزو ایمان ہے

عَنْ أَبِي قَاتِلٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الظُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ».

سیدنا حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے..... کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا
..... کہ طہارت و پاکیزگی جزو ایمان ہے۔

طہارت و نظافت ایک مہتمم بالشان عمل ہے..... آدمی کے لیے باعث زیب و زینت ہے،..... ایک سلیم
اطبع انسان کے لیے سرمایہ عرو و افتخار ہے،..... متمدن اور مہذب لوگوں کا شعار ہے،..... ترقی یافت اور زندہ دل
قہموں کی پچان ہے،..... اسلام اور مسلمانوں کا طرز امتیاز ہے،..... نفاست و پاکیزگی دل کو آسودگی و فرحت عطا
کرتی ہے،..... ذہن کوتازگی و بایدگی بخشتی ہے،..... قلب و دماغ کو معطر کرتی ہے،..... صفائی و تحراری کا
اهتمام کرنے سے انسان کو انس و سرور حاصل ہوتا ہے،..... دل جمعی و یکوئی حاصل ہوتی ہے،..... ذہنی تشویش و
پر اگندگی دور ہوتی ہے،..... حظوانِ محنت میں معاون و مددگار ثابت ہوتی ہے۔

اسلام کا آقتاب طوع ہونے سے پہلے..... پوری دنیا تاریکی میں ڈوبی ہوتی تھی۔..... ہر سو انہیں کی
حکمرانی تھی،..... طہارت و نظافت سے بے اعتنائی والا پرواہی تھی،..... بدن اور کپڑے کی صفائی کو میعوب خیال کیا
جاتا تھا،..... غسل کرنے کو جرم سمجھا جاتا تھا۔ بدیہ، بد بودا ر اور مخلص گند کے کپڑوں میں رہنے کو..... لازم اور
ضروری قرار دیا جاتا تھا،..... بغل اور ناف کے بالوں کو تراشناگہ سمجھا جاتا تھا۔

طہارت و پاکیزگی کی حقیقت..... اور دین میں اس کا مقام..... اسلام میں طہارت و پاکیزگی کی چیزیت
صرف یہی نہیں ہے..... کہ وہ نماز، تلاوت قرآن اور طوافِ کعبہ..... جیسی عبادات کے لئے لازمی شرط ہے،.....
 بلکہ قرآن و حدیث سے معلوم ہوتا ہے..... کہ وہ بجاے خود بھی دین کا ایک اہم شعبہ اور بذات خود بھی مطلوب
ہے..... قرآن مجید کی آیت **إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَمُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ** (اللہ تو بکرنے والوں سے محبت

کرتا ہے اور پاک و صاف رہنے والے اپنے بندوں کو محبوب رکھتا ہے)۔ اور الظہور شستر الایم مائن اس حدیث کا گویا لفظی ترجمہ ہی یہ ہے..... کہ طہارت و پاکیزگی اسلام کا ایک حکم ہی نہیں..... بلکہ وہ دین و ایمان کا ایک اہم جزو ہے۔

چنانچہ اسلام انتہائی پاکیزہ مذہب ہے،..... یہ اپنے ماننے والوں کو طہارت و پاکیزگی کا حکم دیتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے بنی آدم کو..... اپنے آخری بنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے..... زندگی کے مختلف پہلوؤں سے متعلق..... کتاب و سنت کی شکل میں جو احکام اور ہدایات عنایت فرمائی ہیں..... اگر حقیقی معنوں میں ان پر عمل پیرا ہو جائیں..... تو ہر فرد کا ظاہر و باطن،..... اس کا جسم و لباس،..... رہنے کی جگہ، گھر بارگی، محلمہ،..... محاول حتیٰ کہ پورا معاشرہ..... سب پاکیزگی کے مظہر بن جائیں گے۔

قرآن مجید کی آیتِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ (اللہ توہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے..... اور پاک و صاف رہنے والے اپنے بندوں کو محبوب رکھتا ہے)

قرآن کی ہدایت کا مطلب یہ ہے..... کہ اپنے لباس، جسم اور قلب و روح کو..... ہر طرح کی گندگیوں سے پاک صاف رکھو..... قلب و روح کی گندگیوں سے مراد تو کفر و شرک کے..... باطل عقائد و خیالات اور اخلاقی معائب ہیں..... اور جسم و لباس کی گندگی سے مراد وہ مخصوص خبائیں ہیں..... جن سے ہر طبع سلیم شخص کراہت کرتا ہے..... اور جن کا بھس ہونا مخصوص ہے..... یا جن پر شریعت نے بھس ہونے کا حکم لکایا ہے۔

پس ہر مسلمان کیلئے لازم ہے کہ وہ ان احکام کو جانے، یاد کر لے..... اور ان کے مطابق اپنے ظاہر و باطن کو پاک کرے..... قلب و روح کو بھی باطل افکار و نظریات..... اور کفر و شرک کے عقائد سے پاک رکھے..... اور اپنے جسم، لباس..... اور دوسری متعلق پیغمروں کو بھی..... ہر طرح کی خجاستوں سے پاک رکھے۔

اسلام میں ظاہری طہارت کا بھی نہایت ہی اہتمام کیا گیا ہے..... بسیداری سے لے کر سونے تک،..... بیت الغاء سے مسجد و بیت اللہ تک،..... دن بھر میں پانچ مرتبہ وضو، نیزش و قیم و غیرہ کے ذریعے..... ظاہری و باطنی دونوں طرح کی طہارت کا اہتمام کیا گیا ہے.....، قضاۓ حاجت انسان کی فطری ضرورت ہے،..... اس ضرورت کو کیسے پورا کیا جائے..... مشرکین مکہ اس بات پر..... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تنقید کرتے اور طعنہ دیا کرتے تھے..... کہ آپ کے بنی..... تو آپ کو قضاۓ حاجت کے متعلق باتوں کی بھی تعلیم دیتے ہیں،..... چنانچہ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ایسے ہی طعنہ کے جواب میں فرمایا کہ..... جی ہاں! (یہ شرم کی نہیں، بلکہ یہ ضرورت کی چیز ہے) ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ بھی بتالیا ہے کہ ہم قصائے حاجت کے وقت قبل رخ نہ ہوا کریں اور ہمیں دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے سے منع کیا ہے اور اس بات سے بھی منع کیا ہے کہ ہم ڈی یا گور سے استنجا کریں اور ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ ہم تین ڈھیلوں سے استنجا کریں۔ ان امور کو ذکر کرنے کا مقصد صرف اسلام کے نظام طہارت و نظافت کی ایک جملک دکھانا ہے، ورنہ اسلام نے تو اپنے ماننے والوں کو زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق مکمل رہنمائی فراہم کی ہے اور اسلام سارا کام سارا پاکیزگی اور طہارت ہی سے مرکب ہے۔

اس کے علاوہ طہارت و نظافت کا اہتمام کرنے سے انسان کو ٹھیک فائدہ بھی حاصل ہوتے ہیں، صفائی سترہ ای حقیقی صحیت میں معین و مددگار ثابت ہوتی ہے نفاست و پاکیزگی کا اگر کوئی انسان التزام کر لے تو بہت سی بیماریوں سے حفاظت ہو سکتی ہے شرعی اور علمی نقطہ نظر سے جہاں ایک انسان کے لیے نفاست و پاکیزگی کا اہتمام ضروری اور ناجائز ہے وہی عقل انسانی بھی نفاست و پاکیزگی کی متنقاضی ہے اور جو انسان طہارت و صفائی کا اہتمام کرتا ہے لوگ اس سے محبت کرتے ہیں، خوش اخلاقی اور ملنساری سے پیش آتے ہیں مجلس میں آگے جگہ ملتی ہے اس کے بر عکس جو انسان گندہ رہتا ہے، میلے کچلے لباس پہنتا ہے اپنی وضع اور بیعت کو خوش منظر نہیں بناتا ہے تو لوگ اس سے نفرت کرتے ہیں، اس کو دیکھ کر لوگوں کو انقباض اور تکدر ہوتا ہے مجلس میں پیچھے جگہ ملتی ہے، معاشرہ کے اندر ایسے انسان کو عورت اور عظمت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔

موجودہ دور میں مسلمانوں میں دین بیزاری اور احکام شریعت سے غفلت والا پروادی عام ہے اسلام کی ساری تعلیمات وہدایات کو وہ فراموش کر دیتے ہیں اسلامی معاشرہ میں انگریزی تہذیب و لکھری جڑیں گھری ہو چکی ہیں مسلم معاشرہ سے اسلامی اطوار و عادات ناپید اور عقائد ہو گئے ہیں طہارت و نظافت جو کبھی مسلمانوں کا طرہ امتیاز تھا، سرمایہ عرب و فتح تھا، افسوس! آج مسلمان اس سے بیگناہ ہو گئے ہیں ہمارے بہت سے مسلمان بھائی طہارت و نظافت کے احکام سے نا آشنا اور نابلد ہیں، وضو اور غسل کے فرائض تک کا ان کو پتہ نہیں نجاست و ناپاکی کے ازالہ کا طریقہ کیا ہے کن چیزوں سے وضو

ٹوٹ جاتا ہے..... استجاء کے آداب کیا ہیں،..... جنابت کے احکام کیا ہیں،..... حیض و نفاس کے احکام کیا ہیں،..... اس جیسے روزمرہ پیش آنے والے عام مسائل کی نئی نسل کو خبر نہیں۔..... یہ صورت حال کافی افسوسناک اور غم انگیز ہے۔

موجودہ زمانہ میں ضرورت ہے اس بات کی..... کہ نئی نسل کے سامنے..... طہارت و صفائی کی اہمیت اور عظمت کو آجاگر کیا جائے۔ طہارت کے بنیادی احکام سے..... انہیں روشناس کرایا جائے۔..... اسلامی تہذیب و شفافت سے..... مجبت کا نقش ان کے دلوں میں بھایا جائے۔..... ضرورت اس امر کی ہے..... کثرة اور مستند علماء و مفتیان کرام سے..... اسلامی تعلیمات سیکھ کر ان پر عمل کیا جائے،..... تاکہ دنیا میں پاکیزگی و کامیابی کے ساتھ..... آخرت کی ہمیشہ کی کامرانی مقدر بن جائے۔..... اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے..... کہ اُمّتِ مسلم کو حق بات سمجھنے..... اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق نصیب فرمائے، آمین ثم آمین۔

طہارت نصف ایمان ہے

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الظُّهُورُ نَصْفُ الْإِيمَانِ.

فرمایا رسول کریم ﷺ نے..... کہ طہارت و پاکیزگی نصف ایمان ہے۔.....

انسان چاہے کسی بھی شعبہ سے تعلق رکھتا ہو..... اس کی سرشت اور فطرت طہارت و نظافت..... اور صفائی و تھراٹی پر بنائی گئی ہے۔ وہ پاکی کو پسند کرتا ہے..... اور ناپاکی سے نفرت کرتا ہے..... صفائی تھراٹی سے اس کی طبیعت میں..... نشاط اور تازگی پیدا ہوتی ہے..... اور غلطات و خbast سے اس کی طبیعت کو..... منقبض اور مکدر کر دیتی ہے۔..... اسلام چوں کہ دین فطرت ہے.....، اس لئے ایک تو اس نے اپنے ماننے والوں کے لئے..... طہارت کو نصف ایمان قرار دیا ہے۔.....

اسلام کی ان تعلیمات کے پیش نظر..... حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم..... طہارت و پاکیزگی کا خوب اہتمام فرماتے تھے..... جس کی وجہ سے قرآن کریم مجید میں..... اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف میں ارشاد فرمایا:

فَيَنِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَظَاهِرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ بُشْرَى الْمُطَّهِّرِينَ۔ "اس میں کچھ لوگ ایسے ہیں..... جو پسند کرتے ہیں کہ وہ پاک صاف ہوں..... اور اللہ پاک صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔".....

اسلام نے اپنے پیروں کاروں کو..... ہر طرح کی عبادات سے پہلے..... ظاہر و باطن اور روح و جسم کو..... پاک صاف رکھنا کا حکم دیتا ہے..... قلب و نظر ہوں یا جسم و بدنا.....، گھر بارہو یاد فتو و آفس.....، لباس و پوشائی ہو یا وضع قلع..... اشیاء خورد و نوش ہوں یا استعمال اور برتنے کی چیزیں..... غرض تمام چیزوں میں اسلام نے اپنے پیروکاروں کو..... نصرت یہ کہ طہارت و نظافت..... اور صفائی و تھراٹی کے ساتھ رہنے کا حکم دیا ہے..... بلکہ آن کی تمام عبادات کی..... صحت و درستگی کو پاکیزگی کے ساتھ..... مشروط بھی قرار دیا ہے۔

احادیث شریف میں طہارت و صفائی کے بڑے فائد بیان کیے گئے ہیں،..... ایک روایت میں ہے کہ: "جو شخص پاکی کی حالت میں سوتا ہے..... فرشتے اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔" (مجموع الزوائد و منبع

(الفوانی، حدیث نمبر: ۱۱۳۴)

ایک روایت میں ہے کہ: ”بُوْخُصَ اپِنے گھر، آنگن..... اور استعمال کی چیزوں کی صفائی سترہائی کا اہتمام کرتا ہے..... تو اس سے فقر و تنگ دستی دور ہوتی ہے..... اور غنا و مال داری نصیب ہوتی ہے۔“ (کنسز العمال، حدیث نمبر: ۲۵۹۹۹)

ایک روایت میں آتا ہے کہ: ”بُوْخُصَ اچھی طرح وضو کر کے مسجد میں جانے کا اہتمام کرے..... تو وہ نماز کی حالت میں شمار کیا جاتا ہے..... جب تک کہ اس کا وضو دٹوٹ جائے۔“..... ایک حدیث میں آتا ہے کہ: ”قیامت کے دن وضو کی وجہ سے..... اُمّتٰ مُحَمَّدیہ کے اعضاء خوب چمکدار اور روشن ہوں گے..... اور اسی سے..... آپ ﷺ اپنی اُمّت کو پہچانیں گے۔“ (بخاری شریف، حدیث نمبر: ۱۳۶)

طہارت کی تین قسمیں ہیں..... ایک حدث سے طہارت (یعنی جن حالتوں میں..... غسل یا وضو واجب یا منصب ہے۔..... ان حالتوں میں غسل یا وضو کر کے..... شرعی طہارت و پاکیزگی حاصل کرنا) دوسرے ظاہری نجاست اور پلیدی سے..... جسم یا اپنے کپڑوں کو یا جگہ کو پاک کرنا..... تیسرا جسم کے مختلف حصوں میں جو گندگیاں..... اور میل و پکیل پیدا ہوتا رہتا ہے..... اس کی صفائی کرنا (جیسے دانتوں کی صفائی..... ناک کے ناخن کی صفائی،..... ناخن اور زینات بالوں کی صفائی وغیرہ)

چنانچہ جب تک کوئی مسلمان نجاست حکمیہ..... یعنی حدث اکبر اور جنابت سے اپنابدن پاک نہ کر لے، یا نجاست حقیقیہ کی دونوں قسموں..... نجاست غیظہ (جیسے بیٹا بپا خادم،..... بہتے ہوئے خون، شراب اور مرغی و لیٹھ وغیرہ کی بیٹ وغیرہ سے)..... اور نجاست خفیہ (حلال جانوروں کے بیٹا ب..... اور حرام پرندوں کی بیٹ سے)..... خوب اچھی طرح پاکی حاصل نہ کر لے..... اسلام نے اس وقت تک اس کو عبادت کرنے سے منع کیا ہے۔..... البتہ طہارت و نظافت کے متعلق بعض پیشہ زیں ایسی بھی ہیں جن کے ہوتے ہوئے..... اگرچہ اس وقت آدمی عبادت تو کر سکتا ہے..... مگر آن کو بھی اسلام نے ناپسند کیا ہے..... اس لئے آن کا دور کرنا بھی ضروری ہے۔..... جیسے نجاست غیظہ اگر کاڑھے جسم والی ہو..... تو وہ ساڑھے تین ماشہ..... تقریباً (402.3) گرام وزن تک معاف ہے۔..... اور اگر پتھی ہو جیسے شراب بیٹا ب..... تو وہ ایک انگریزی روپیہ کے پھیلاوے کے برابر..... (جو تقریباً سو والانچ کی گولائی بنتی ہے) معاف ہے۔.....

اسی طرح نجاست خیفہ..... پوچھائی کپڑے یا پوچھائی عضو سے کہ ہو تو معاف ہے۔۔۔۔۔ معاف ہونے کا مطلب یہ ہے۔۔۔۔۔ کہ اگر اتنی نجاست بدن یا کپڑے پر لگی ہو اور نماز پڑھ لے۔۔۔۔۔ تو نماز ہو جاتے گی۔۔۔۔۔ مگر مکروہ ہو گی۔۔۔۔۔ اور قصد اتنی نجاست بھی لگی رہنا جائز نہیں۔ (تعلیم الاسلام: ص 37، 38)

اسی طرح بعض چیزوں ایسی بھی میں۔۔۔۔۔ جو غلیظ و نجس تو نہیں۔۔۔۔۔ البتہ ان کا اپنی مدت سے بڑھ جانا خلافِ اولیٰ و افضل ضرور ہے۔۔۔۔۔ جیسے بدن کے غیر ضروری بالوں کا۔۔۔۔۔ اور ناخنوں کا اپنی مدت سے بڑھ جانا۔۔۔۔۔ تو ان چیزوں کے بڑھ جانے کو بھی۔۔۔۔۔ اسلام نے طہارت و نظافت منافی مانا ہے۔۔۔۔۔ غیر ضروری بالوں اور ناخنوں کے متعلق۔۔۔۔۔ اسلام نے یہ اسوہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پیش کیا ہے۔۔۔۔۔ کہ ہر ہفتے یا پندرہ دن بعد ان کا کٹنا سنت ہے۔۔۔۔۔ پالیں دن تک چھوڑنا جائز ہے۔۔۔۔۔ اور اس کے بعد گناہ ہے۔۔۔۔۔ افسوس کہ آج کل کے بعض نو عمر لڑکے۔۔۔۔۔ اور مرد حضرات اسی طرح اکثر نو عمر لڑکیاں اور خواتین۔۔۔۔۔ بڑے فیشن اور فخر سے اپنے ناخنوں کو۔۔۔۔۔ غیر ضروری مدتک بڑھائے رکھتی ہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: 7/ 136، 135)

ماشی قریب کی بات ہے۔۔۔۔۔ کہ ایک مسلمان طالب علم ”لندن“ میں تعلیم حاصل کر رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ جس مکان میں مقیم تھا،۔۔۔۔۔ اس میں ایک انگریز خاتون رہتی تھی۔۔۔۔۔ اور وہاں مختلف ممالک کے طلبہ بھی مقیم تھے۔۔۔۔۔ اس عورت نے طالب علم سے کہا: ”سماں آپ کو میرے کپڑے کپڑے دھونے پر بحسرہ وہ نہیں ہوتا؟۔۔۔۔۔“ طالب علم نے جواب دیا: ”کیوں نہیں؟ مجھے بھروسہ ہے۔۔۔۔۔ کہ آپ کپڑے ٹھیک دھوتی ہیں!۔۔۔۔۔“ پھر آپ اپنے کپڑے خود دھو کر۔۔۔۔۔ میرے حوالے کیوں کرتے ہیں؟ خاتون نے پوچھا۔۔۔۔۔ طالب علم نے کہا: ”اگر مجھے کپڑے خود دھونے ہوتے۔۔۔۔۔ تو میں آپ کے حوالے کیوں کرتا؟۔۔۔۔۔“ حقیقت یہی ہے کہ۔۔۔۔۔ میں اپنے کپڑے دھو کر آپ کو نہیں دیتا۔۔۔۔۔ ویسے ہی دے دیتا ہوں۔۔۔۔۔ خاتون نے کہا: ”پھر یہ کیا بات ہے۔۔۔۔۔ کہ مجھے دوسرے لوگوں کے زیر جامہ میں۔۔۔۔۔ طرح طرح کے دھنے اور بد بمحروس ہوتی ہے۔۔۔۔۔ لیکن آپ کے زیر جامہ پر۔۔۔۔۔ کبھی ایسی کوئی چیز مجھے نہیں ملی!“ طالب علم نے جواب دیا: ”محمد! میں مسلمان ہوں!۔۔۔۔۔ میرا دین مجھے پاکی اور نظافت کا حکم دیتا ہے۔۔۔۔۔ اگر میری شلوار یا زیر جامے پر پیشتاب کا قطرہ بھی پھیل جائے۔۔۔۔۔ تو ایسی حالت میں اس وقت تک نماز نہیں پڑھتا۔۔۔۔۔ جب تک آسے دھونڈلوں۔۔۔۔۔ اس لئے میرے کپڑوں میں کوئی ناپاک چیز نہیں رہ سکتی۔۔۔۔۔ اور جب کپڑے اُتارتا ہوں ہوں تو وہ پاک صاف ہوتے

میں..... انگریز خاتون بولی: ”تمہارا اسلام اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں کی بھی تمہیں تعلیم دیتا ہے؟.....“ طالبِ عسلم نے کہا: ”رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ حکم دیا ہے..... کہ اللہ کو ہر وقت یاد رکھیں!..... چنانچہ جب میں بیت الخلاء جاتا ہوں..... تو پہلے ایک دعاء پڑھتا ہوں.....، نکلتا ہوں تو دوسرا دعاء پڑھتا ہوں،..... جب نئے کپڑے پہننا ہوں تب بھی دعاء پڑھتا ہوں.....، اسی طرح کھانا کھانے،..... گھر سے نکلنے،..... سونے، جانے اور زندگی کے ہر اہم کام کے موقع پر..... ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائیں سمجھائی ہیں۔ وہ پڑھتا ہوں..... تاکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ میرا تعلق مضبوط رہے.....۔ یکوں کہ یہ تعلق ہی صحیح راستے کی طرف میسری پدایت کرتا ہے۔۔۔۔۔ اور مجھے ایسے کاموں سے باز رکھتا ہے..... جو اللہ کی ناراٹگی کا باعث ہوں۔۔۔۔۔“

انگریز خاتون کو اس نوجوان کی یہ باتیں بڑی عجیب..... مگر بڑی دل کش محسوں ہوئیں۔۔۔۔۔ اس کے بعد اس نوجوان کی نشت و بر غاست،..... اس کے رہن سہن اور عادات و اطوار غور سے دیکھتی رہی،..... اور اس کی تہذیب، اس کی شائٹگی،..... اس کی پاکیزگی،..... اس کی عفت اور فضولیات سے اس کے اجتناب نے..... رفتہ رفتہ اس خاتون کے دل میں اسلام کے لئے ایک جتو پیدا کر دی۔۔۔۔۔ وہ اس نوجوان سے اسلامی تعلیمات کے بارے میں..... مزید معلومات حاصل کرتی رہی،..... یہاں تک کہ اسلام کی حقانیت اس کے دل میں گھر کر گئی۔۔۔۔۔ حق کے نور نے اس کے دل کو بھی منور کر دیا۔۔۔۔۔ اور وہ نہ صرف یہ کہ خود مسلمان ہوئی،..... بلکہ اپنے خاندان کے متعدد افراد کو بھی مسلمان کر لیا۔ (مجلہ انتظام مدن الاسلامی، شوال 4041 ہجری ص 66, 67)

Umar Shaheed Library
www.umarllibrary.org

نایاکی سے عذاب قبر

عَنْ أُبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَّ النَّذِيرُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْرِ رَبِّنَا مُوسَى، فَقَالَ: إِنَّهُمَا لَيَعْذِنُ بَابِنِ، وَمَا يُعْذَنُ بَابِنِ فِي كَبِيرٍ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَئْرُ (وَفِي رِوَايَةِ لِمُسْلِمٍ لَا يَسْتَئْرُهُ) مِنَ الْبَوْلِ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ (رواہ البخاری)
حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے..... کہ رسول اللہ ﷺ کا گزروں پر ہوا تو..... آپ ﷺ نے فرمایا..... کہ جو دو آدمی ان قبروں میں مدفن یہیں ان پر عذاب ہو رہا ہے..... اور کسی ایسے گناہ کی وجہ سے یہ عذاب نہیں ہو رہا ہے..... جس کا معاملہ بہت مشکل ہوتا (یعنی جس سے بچنا بہت دشوار ہوتا)..... بلکہ یہ دونوں اپنے ایسے گناہ کی پاداش میں عذاب دینے جا رہے ہیں..... جس سے بچنا کچھ مشکل نہ تھا)..... ان میں سے ایک کا گناہ تو یہ تھا..... کہ وہ پیشاب کی گندگی سے بچا۔۔۔۔۔ یا پاک رہنے کی کوشش اور فکر نہیں کرتا تھا..... اور دوسرے کا گناہ یہ تھا کہ چغلیاں لگاتا پھرتا تھا۔۔۔۔۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے..... ان دونوں صاجبوں کے عذاب کا سبب..... ان کے دو خاص گناہوں کا بتایا ہے..... ایک کے متعلق بتایا کہ وہ چغلی کرتا تھا جو ایک میگن اخلاقی جرم ہے..... اور دوسرے کے عذاب کا سبب آپ نے یہ بتایا..... کہ وہ پیشاب کی گندگی سے بچا۔۔۔۔۔ اور پاک صاف رہنے میں بے احتیاطی کرتا..... (لَا يَسْتَئْرُ أَوْ لَا يَسْتَئْرُهُ) دونوں کا حاصل مطلب یہی ہے..... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیشاب کی گندگی سے..... (اور اسی طرح دوسری نایاکیوں سے) بچنا..... یعنی اپنے جسم اور اپنے کپڑوں کو محفوظ رکھنے کی کوشش کرنا..... اللہ تعالیٰ کے اہم احکامات میں سے ہے..... اور اس میں کوتایی اور بے احتیاطی ایسی معصیت ہے..... کہ جس کی سزا آدمی کو قبر میں بھلکتی پڑے گی۔۔۔۔۔ اس حدیث کا خاص بیان اور خاص ہدایت یہ ہے..... کہ پیشاب وغیرہ کی نجاست سے اپنے کو محفوظ رکھنے کی پوری کوشش اور فنکر کی جائے..... اور جسم اور کپڑوں کے پاک صاف رکھنے کا اہتمام کیا جائے..... اور چغلخواری جیسی مناقفانہ اور مفسد ان عادات سے بچا

جائے..... ورنہ ان دونوں باتوں میں کوتاہی اور بے اختیالی کا خمیازہ بھلکتا ہو گا۔ **اللّٰهُمَّ اخْفَظْنَا.....**
 طہارت کی حقیقت یہ ہے کہ حدث انسان کو ناپاکی کی طرف لے جاتا ہے..... جبکہ طہارت انسان کو پاکیزگی کی طرف لے جاتی ہے۔..... حدث سے انسان ناپاک ہوتا ہے..... اور طہارت سے انسان پاک ہوتا ہے۔.....
 حدث رابطہ جوڑنے کا باعث بنتا ہے..... اور طہارت رابطہ جوڑنے کا سبب بنتی ہے۔..... رب کی معرفت اور قربت اور اس کی عبادت میں حلاوت، طہارت سے میسر آتی ہے۔..... اس لئے شریعت مطہرہ نے اس بات کا اہتمام کیا..... کہ انسان جب بھی اپنے مولا سے دیو و ملاقات چاہے..... تو یہ اعزاز بغیر طہارت کے اسے نہیں مل سکتا۔..... طہارت اسلام کی تعلیمات کی حقیقت مسلم ہے،..... اسلام طہارت کو محمد و نبیین کرتا۔..... بلکہ وسیع تر طہارت کا حکم دیتا ہے۔.....

طہارت کا مطلب اپنے جسم اور کپڑوں کو ناپاک چیزوں سے بچانا..... اور نظافت کا مطلب اپنے جسم اور کپڑوں وغیرہ کو ایسی پاک چیزوں سے بھی بچانا ہے..... جن سے جسم اور کپڑوں میں میل اور بدبو پیدا ہو، جو معاشرے کے دیگر افراد کے لیے..... تکلیف اور نفرت کا باعث ہو۔

شرعی نقطہ نظر سے طہارت دو قسم کی ہوتی ہے.....: ایک حکمی اور معنوی طہارت جو وضو اور غسل سے حاصل ہوتی ہے.....، دوسری طہارت حقیقیہ ہے جو ظاہری گندگی یعنی پیشاب اور پاگانہ وغیرہ سے..... اپنے جسم اور کپڑوں کو پاک کرنے سے حاصل ہوتی ہے،..... اسلام میں دونوں قسم کی طہارت کا حکم دیا گیا ہے۔

نیز علمائے کرام حجہ اللہ نے طہارت کی چار اقسام بیان کی ہیں:

پہلا مرتبہ ظاہری طہارت کا ہے، جس کا پیچھے ذکر ہوا.....، جیسے جسم اور کپڑوں کو ظاہری گندگیوں یعنی پیشاب، پاگانہ،..... گور اور خون وغیرہ سے پاک رکھنا۔..... دوسرا مرتبہ اپنے اعصار کو صیغہ اور کبیرہ گھاہوں سے دور رکھنے کا ہے،..... جیسے جھوٹ، غیبت، چغل خوری، زنا کاری اور پوری وغیرہ۔..... تیسرا مرتبہ اپنے دل کو روحانی بیماریوں جیسے حسد، بغض،..... دنیا کی بہت زیادہ محبت اور کبر وغیرہ سے صاف کرنے کا ہے۔..... چوتھا مرتبہ اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کے سوا ہر قسم کی محبت اور تعلق سے غالی کرنے کا ہے۔..... البتہ جو محبت اور تعلق اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہو،..... وہ اس سے مانع نہیں،..... جیسے اتنا ذا اور طالب علم کا تعلق،..... شیخ اور مرید کا تعلق وغیرہ۔

شریعت مطہرہ میں طہارت کے ان تمام مراتب کے حصول کا حکم دیا گیا ہے..... اور کامل انسان اسی

وقت بتاتے ہے جب ان تمام مراتب کو حاصل کر لیتا ہے،..... انسان اللہ تعالیٰ کی بندگی کا صحیح حق بھی اسی وقت ادا کر سکتا ہے،..... جب وہ ظاہری اور باطنی اعتبار سے..... ہر قسم کی گندگیوں سے اپنے آپ کو پاک کر لے..... اور اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کی محبت کے لیے ہی غاص کر لے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے..... کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:..... جس شخص نے جمعہ کے دن غسل کیا..... اور اپنی کوشش کے مطابق اپنے آپ کو پاک صاف کیا،..... پھر کوئی تیل استعمال کیا یا اپنے گھر میں موجود کوئی خوبصوراتی..... پھر جماعت کی نماز کے لیے نکلا..... اور دو آدمیوں کے درمیان گھس کرہے بیٹھا،..... اور جب امام (خطبہ کے لیے) نکلا تو خاموش رہا اور فرض نماز ادا کی..... تو اللہ پاک ایسے شخص کے اس جمعہ سے الگ جمعہ تمام (صغیرہ) گھنہا معاف فرمادیتے ہیں۔.....

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے..... کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:..... ہر سلمان پر ہر سات دن میں (ایک مرتبہ) اس طرح غسل کرنا..... اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ وہ اس میں اپنے سر اور اپنے پورے جسم کو دھوئے۔.....

اس طرح اسلام ہر ایک فرد کو پاکیزگی اور صفائی کی تعلیم دیتا ہے..... اسی طرح اسلام اپنے ماحول اور معاشرے کو بھی..... صاف تحرار کھنے کی نصف ترغیب، بلکہ اس کا حکم دیتا ہے،
سیدنا حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے..... کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:..... لعنت کا باعث یعنی والی تین چیزوں سے بچو:..... انسانوں کی آمد و رفت کی جگہ پر..... راستے کے درمیان میں اور سائے میں پیش اب پاگانہ کرنے سے..... اسی حدیث کے پیش اظر فقہاء کرام حرمہم اللہ نے..... ہر ایسی جگہ پر پیش اب کرنے سے منع فرمایا..... جہاں پر پیش اب کرنے سے عام انسانوں کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:..... جو شخص یہ بد بودا درخت یعنی پیاز کھائے..... وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آتے،..... کیونکہ ملائکہ کو ہر اس چیز سے تکلیف ہوتی ہے..... جس سے انسانوں کو تکلیف ہوتی ہے۔"

منکورہ بالا حدیث میں صرف مسجد ہی کی ممانعت نہیں..... بلکہ ہر ایسی جگہ جہاں لوگوں کا کچھ جمیع موجود ہو..... وہاں بھی اس طرح کی چیز کھا کر جانا منع ہے۔..... اس سے یہ بات بھی سمجھ میں آئی کہ اگر کوئی فرد نظافت

کا خیال نہ رکھتے ہوئے..... دوسرے لوگوں کے لیے تکلیف کا باعث بن رہا ہوتا..... اس کو لوگوں کے اجتماعات میں شرکت سے روکا جاسکتا ہے.....، اگرچہ وہ نماز ادا کرنے کے لیے جماعت میں شرکت ہی کیوں نہ ہو،..... جسے اکثر فقہائے کرام حبہم اللہ نے واجب قرار دیا ہے۔

معاشرے میں رہتے ہوئے..... ہر انسان اور غاص طور پر مسلمان پر لازم ہے..... کہ وہ اسلامی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے..... تین چیزوں میں غاص طور پر پاکیزگی، صفائی اور تحرانی کا خیال رکھے:

سب سے پہلے انسان اپنی ذات اور اپنے کپڑوں وغیرہ کو صاف رکھے،..... جس میں درج ذیل چیزوں کا اہتمام کرے:☆..... ہر روز کرتے وقت مسواک کرے..... اور ہو سکے تو دن میں ایک آدھ بارٹو ہنچ پیٹ بھی استعمال کیا جائے،..... نیز روزانہ یا کم از کم دو تین دن کے بعد غسل کیا جائے.....☆..... ہر ہفتے یا پندرہ دن میں..... یا کم از کم چالیس دن گزرنے سے پہلے پہلے جسم پر موجود زائد بالوں کی صفائی کی جائے☆.....، ڈاڑھی اور سر کے بالوں کو بھی وقاً و فقاً درست رکھنے کا اہتمام کیا جائے..... اور تیل لگانے کی بھی عادت ڈالی جائے.....☆..... بنت پر عمل کرتے ہوئے ہفتہ یا پندرہ دن کے بعد..... ناخن کاٹنے کا غاص اہتمام کیا جائے،..... کیونکہ ناخن بڑھنے پر ان میں مٹی اور میل جم جاتی ہے.....، جس سے بیماریاں پھیلتی ہیں۔☆..... صاف تحرے کپڑے پہننے پاہمیں.....، خصوصاً جب کسی مجلس میں شرکت یا نماز کے لیے جانا ہوتا..... صاف دھلے ہوئے کپڑے اور خوشبو کا غاص طور پر اہتمام کرنا پایا ہے،..... تاکہ اس کی وجہ سے کسی دوسرے شخص کو تکلیف نہ ہو۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں سر کار دو عالم عَلَيْهِ السَّلَامُ کی ان مبارک احادیث پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین یارب العلمین و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔

Umar Shaheed Library
www.umarllibrary.org

استجاء سے متعلق ہدایات

عَنْ أُبَيِّ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّمَا أَنْوَلَكُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ لِوَلَدِهِ، أَعْلَمُكُمْ، إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقِبُوا إِلَى الْقِبْلَةِ، وَلَا تَسْتَدِرُوْهَا، وَأَمْرَ بِشَكَّاثَةِ أَجْحَارٍ، وَنَهَى عَنِ الرَّوْبَثِ، وَالرِّمَّةِ، وَنَهَى أَنْ يَسْتَطِيبَ الرَّجُلُ بِيَمِينِهِ» (رواہ ابن ماجہ والدارمی)

سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے..... کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا،..... میں تم لوگوں کے لئے مثل ایک باپ کے ہوں اپنی اولاد کے لئے..... (یعنی جس طرح اولاد کی خیر خواہی اور ان کو زندگی کے اصول و آداب سکھانا ہر باپ کی ذمہ داری ہے..... اسی طرح تمہاری تعلیم و تربیت میرا کام ہے..... اس لئے) میں تمہیں بتاتا ہوں..... کہ جب تم فضائے حاجت کے لئے جاؤ تو نہ قبلہ کی طرف منہ کر کے پیٹھو..... اس کی طرف پشت (بلکہ اس طرح پیٹھو..... کہ قبلہ کی جانب نہ تمہارا منہ ہونہ تمہاری پیٹھ)..... (سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں..... کہ آپ ﷺ نے استجے میں تین پھروں کے استعمال کرنے کا حکم دیا..... اور منع فرمایا استجے میں لیڈ اور پڑی استعمال کرنے سے..... اور منع فرمایا اسے ہاتھ سے استجا کرنے سے۔ (سنن ابن ماجہ، دارمی)

جی ہاں، کیوں نہیں!! ”ہمارے بنی اسرائیل علیہ وسلم نے ہمیں سب کچھ ہی سکھ لایا ہے..... اور استجے سے متعلق بھی ضروری ہدایات دی یہیں“..... یہ تاریخی کلمات حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے..... ان مشرکین کے حواب میں ارشاد فرمائے تھے..... جو بطور استہراء اور طنز کہہ رہے تھے..... کہ ”تمہارے بنی تو تمہیں پیش اب پا گانہ کرنے کے طریقے بھی سکھاتے ہیں!“

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے مزید یہ بھی ارشاد فرمایا..... کہ رسول اللہ ﷺ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے..... کہ پا گانہ یا پیش اب کے وقت ہم قبلہ کی طرف رخ کریں..... یا یہ کہ ہم داہنے ہاتھ سے استجبا کریں،..... یا یہ کہ ہم استجے میں تین پھروں سے کم استعمال کریں..... یا یہ کہ ہم کسی چوپاے (اوٹ گھوڑے یا بیل دغیرہ) کے فضلے..... (یعنی کوگر اور لید دغیرہ) یا پڑی سے استجا کریں۔..... (صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب

الاستطابة، رقم الحدیث: ۲۶۲، بیت الافکار)

جس طرح کھانا پینا انسان کی بنیادی ضرورتوں میں سے ہے..... اسی طرح پا غانہ پیشاب بھی ہر انسان کے ساتھ لگا ہوا ہے..... نبی برحم حضرت محمد ﷺ نے جس طرح زندگی کے دوسرا کاموں اور دوسرے شعبوں میں بدایات دی ہیں اسی طرح پا غانہ و پیشاب اور طہارت و استنجا کے بارے میں بھی بتایا ہے..... کہ یہ مناسب ہے اور یہ نامناسب، یہ درست ہے، اور یہ درست نہیں ہے..... مندرجہ بالا دونوں حدیثوں میں رسول اللہ ﷺ نے جو بدایات اس باب میں دی ہیں وہ چار ہیں۔۔۔۔۔ ایک یہ کہ پا غانہ کے لئے اس طرح بیٹھا جائے کہ قبلے کی طرف نہ منہ ہوند پیٹھ۔۔۔۔۔ یہ قبلے کے ادب و احترام کا تقاضا ہے۔۔۔۔۔ ہر مہذب آدمی جس کو لطیف اور روحانی حقیقتوں کا کچھ شعور و احساس ہو۔۔۔۔۔ پیشاب یا پا غانے کے وقت کسی مقدس اور محترم چیز کی طرف۔۔۔۔۔ منہ یا پیٹھ کر کے بیٹھنا بے ادبی اور گوار پن سمجھتا ہے۔ اور وہ اس موقعہ پر کسی مقدس اور محترم چیز کی طرف منہ یا پاشت کرنے کو۔۔۔۔۔ بے ادبی شمار کرتے ہوئے اس طرز کے اپنانے سے گریز کرے گا۔۔۔۔۔ ۲۔ دوسری بدایت آپ ﷺ نے یہ دی ۔۔۔۔۔ کہ داہنہاتھ جو عام طور پر کھانے پینے،۔۔۔۔۔ لختے پڑھنے، لینے دینے وغیرہ سارے کاموں میں استعمال ہوتا ہے۔۔۔۔۔ اور جس کو ہمارے پیدا کرنے والے نے۔۔۔۔۔ پیدائشی طور پر باعیں ہاتھ کے مقابله میں زیادہ صلاحیت اور خاص فویت بخشنی ہے۔۔۔۔۔ اس کو استنج کی گنتگی کی صفائی کے لئے استعمال نہ کیا جائے۔۔۔۔۔ اور پا غانہ پیشاب کرنے کے بعد بدن پر جو ناپاکی لگی رہتی ہے۔۔۔۔۔ اسے پانی ڈھیلے وغیرہ سے پاک کرنے کو استنجاء کہتے ہیں۔۔۔۔۔ یہ بات بھی ایسی ہے کہ ہر مہذب آدمی۔۔۔۔۔ جس کو انسانی شرف کا کچھ شعور و احساس ہے۔۔۔۔۔ اپنے بچوں کو یہ بات سکھانی ضروری سمجھتا ہے۔۔۔۔۔ ۳۔ تیسری بدایت آپ ﷺ نے یہ دی ہے۔۔۔۔۔ کہ استنج میں صفائی کے لئے کم سے کم تین پتھر استعمال کرنے چاہئیں،۔۔۔۔۔ کیونکہ عام حال یہی ہے کہ تین سے کم میں پوری صفائی نہیں ہوتی۔۔۔۔۔ پس اگر کوئی شخص محسوس کرے کہ اس کو صفائی کے لئے تین سے زیادہ۔۔۔۔۔ پتھروں یا ڈھیلوں کے استعمال کرنے کی ضرورت ہے۔۔۔۔۔ تو اپنی ضرورت کے مطابق زیادہ استعمال کرے۔۔۔۔۔ یہ بھی ملحوظ رہے کہ حدیثوں میں استنج کے لئے خاص پتھر کا ذکر اس لئے آتا ہے۔۔۔۔۔ کہ عرب میں پتھر کے ٹکڑے ہی اس مقصد کے لئے استعمال ہوتے تھے۔۔۔۔۔ ورنہ پتھر کی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔۔۔۔۔ مٹی اور اسی طرح ہر ایسی پاک چیز سے یہ کام لیا جاسکتا ہے۔۔۔۔۔ نیز حدیث مذکور میں پتھر کا ذکر کیا گیا ہے۔۔۔۔۔ یہ اس زمانے میں ملنے والی

عام چیز کی وجہ سے تھا.....، موجودہ دور میں شہروں میں بننے ہوئے پختہ بیت الخلاء میں ٹشوپر استعمال کیا جائے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں اسی طرح ہر وہ پاک چیز جس سے صفائی کا مقصد حاصل ہو سکتا ہو اور اس کا استعمال اس کام کے لیے موضوع بھی ہو اور جسم کے لیے نقصان دہ بھی نہ ہو جس سے صفائی کا مقصد حاصل ہو سکتا ہو اس کا استعمال اس کام کے لئے نامناسب نہ ہو ۲۔ چوتھی بدایت آپ ﷺ نے اس سلسلے میں یہ دی کہ کسی جانور کی گری پڑی پڑی سے ا..... و ر اسی طرح کسی جانور کے خشک فضلے سے یعنی لید وغیرہ سے استنجانہ کیا جائے کیوں کہ زمانہ جاہلیت میں عرب کے بعض لوگ ان چیزوں سے استنجا کر لیا کرتے تھے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے صراحتاً اس سے منع فرمادیا اور ظاہر ہے کہ ایسی چیزوں سے استنجا کرنا سالم الفطرت اور صاحب تمیز آدمی کے زدیک بڑے گوارپن کی بات ہے۔

فناۓ حاجت سے قبل کی مسنون دعا

سیدنا حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ” حاجت کے ان مقامات میں غبیث مخلوق شیاطین وغیرہ رہتے ہیں، پس تم میں سے جب کوئی بیت الخلاء جائے تو چاہیے کہ پہلے یہ دعا پڑھے، أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ (ترجمہ: میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں غبیث جنوں اور غبیث جنیوں سے) (سنن ابی داؤد، کتاب الطهارة، باب ما یقول الرجل إِذَا دَخَلَ الْخَلَاء، رقم الحدیث: ۶/۱، ۳/۱، دار ابن الحزم)

اس دعا کی برکت سے انسان شریرجنات کے اثرات سے محفوظ ہو جاتا ہے کیوں کہ یہ گندی جگہیں جنات و شیاطین کا مسکن ہوتی ہیں اور یہ مخلوق ان بگھوں پر آ کر فراغت حاصل کرنے والوں کے ساتھ چھیر چھاڑ کرتی ہے اسی لیے سرکار دو عالمی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس بات کی تعلیم دی گئی کہ جب تم فناۓ حاجت کے لیے ایسی بگھوں پر جاؤ تو ان کے شرور سے پہنچنے کے لیے اللہ کی پناہ میں آجایا کرو چنانچہ روایات میں آتا ہے کہ اس دعا کے پڑھنے والا شریرجن اور شریرجنیوں کے اثرات سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

فناۓ حاجت کے بعد کی دعا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب قضاۓ حاجت سے فارغ ہوتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے:، أَنْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنِّي الْأَذْى وَعَافَنِي (سنن بکری ۹۸۲۵) ترجمہ: تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے

میں.....جس نے مجھ سے گندگی دور کی اور مجھے تکلیف سے عافیت دی۔.....یہ دعا بڑی اہمیت کی حامل ہے؛ اس لیے کہ انسان جو کچھ بھی کھاتا ہے،.....اس کا ایک حصہ جسم کے لیے تقویت کا باعث بنتا ہے،.....اور ایک حصہ پر طور فضله جسم سے خارج ہو جاتا ہے،.....اس غذا کا جسم سے خارج ہونا اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے،.....اگر یہ فضله جسم سے نہ نکلے تو انسان بیمار یوں میں مبتلا ہو جائے،.....اس دعائیں اللہ کی اس نعمت پر شکردا کرنا ہے،.....کہ اس نے ہمیں اس گندگی سے نجات دی،.....اس کو "أَذْهَبْ عَنِ الْأَذْيَ" سے تعبیر کیا،.....اسی کے مناسبت سے ایک روایت میں "غُفرانَكَ" کے ساتھ کی جانے والی دعا ہے.....یہ حکمت اور مقصد اس دعا کا یہ ہے.....کہ اے اللہ جیسے تو نے میرے جسم سے زائد.....فضلات کو دور کر کے مجھے گندگی سے نجات عطا فرمائی.....اور مجھے عافیت جیسی عظیم نعمت نصیب فرمائی.....ایسے ہی تو میرے باطن کو صفات فرمادے.....اور میرے گناہوں کی مغفرت فرماء.....اس کے ساتھ ساتھ اس نے ہم پر ایک اور انعام کیا.....کہ اس نے جسم سے ساری کی ساری غذا نہیں نکال دی.....، اگر ایسا ہو جب اتا تو ہم زندہ ہی نہ رہتے،.....اس نعمت کے شکر کو "وَعَافَانِي" سے تعبیر کیا گیا ہے۔

فہماء کرام نے لکھا ہے کہ ان دونوں دعائوں "غُفرانَكَ" اور "أَكْحَمْ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبْ عَنِ الْأَذْي وَعَافَانِي" کو جمع کر کے پڑھا جائے.....البتہ اگر کسی کو دوسرا دعاء آتی ہو تو پھر صرف "غُفرانَكَ" پڑھ لے۔

آج کل گھرسروں میں باختر روم، حمام، واش بیسن وغیرہ اکٹھے بنے ہوتے ہیں،.....اس صورت میں جب قضاۓ حاجت کے لیے ان بکھروں میں داخل ہو تو.....غسل خانے میں داخل ہونے سے پہلے دعا پڑھے،.....اور جب فارغ ہو کر کے نکلو تکنے کے بعد دعا پڑھے۔.....نیز! اگر قضاۓ حاجت کی میدان، جنگل یا صحراء وغیرہ میں کرنی پڑے.....تو اس صورت میں قضاۓ حاجت سے پہلے پڑھی جانے والی دعا ستر کھولنے سے قبل پڑھ لے اور قضاۓ حاجت کے بعد پڑھی جانے والی دعا ستر چھپائیں کے بعد پڑھے۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ ہمیں دین کے اس اہم اور عظیم الشان حکم کو نہیا یت کامل اور حسن طریقہ سے ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

قداء حاجت کے وقت گفتگو کرنا منع ہے

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْجُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَتَّسَاجِي
 اثْنَانٌ عَلَى غَائِطٍ بَيْهَا، يَنْظُرُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا إِلَى عَوْرَةِ صَاحِبِهِ، فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَمْقُضُ
 عَلَى ذَلِكَ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”دو آدمی قداء حاجت کرتے ہوئے آپس میں با تین نہ کریں کہ دونوں ایک دوسرے کے سر کو دیکھ رہے ہوں؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ اس بات پر ناراضی ہوتے ہیں۔“ (سنن ابن ماجہ، کتاب الطھارہ،)

انسانی شرافت سے بہت دور اور بڑی بد تہذیبی کی بات ہے کہ دو افراد نگے ہو کر ایک دوسرے کے سامنے اپنی حاجت سے فارغ ہوں اور اس سے بھی بڑی بے حیائی یہ ہے کہ اس دوران وہ دونوں آپس میں بات چیت بھی کرتے رہیں، یہ امر شرعاً جائز نہیں ہے۔

حضرت عباس فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہیں بنا ہونے سے منع فرمایا ہے، لہذا اس کے ان فرشتوں سے حیا کرو، جو تمہارے ساتھ رہتے ہیں یعنی کراما کا تین، جو تم سے تین ضرورتوں کے وقت علیحدہ ہوتے ہیں: 1- قداء حاجت کے وقت، 2- جنابت کے وقت اور 3- غسل کرتے وقت۔ (الدر المحتور: ج 15 ص 286) اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ کراما کا تین بیت الخلاء میں انسان کے ساتھ نہیں ہوتے۔ بیت الخلاء میں بلا ضرورت با تین کرنا درست نہیں، البتہ ضرورت کے وقت بات کرنے کی گنجائش ہے۔

اسی طرح بیت الخلاء میں زبان سے کلمہ پڑھنا کوئی ذکر کرنا، قرآن پاک کی تلاوت کرنا یا اندر جا کر مسنون دعا پڑھنا جائز نہیں (الفتاوی العالیگیریہ، کتاب الطھارہ، الفصل الثالث فی الاستجاء: ۱/ ۵۰، رشیدیہ) اور بیت الخلاء میں ایسی انگوٹھی یا لاکٹ پہن کے جانا، جس پر لفظ اللہ یا حروف مقطعات لکھ ہوں جائز نہیں

ہے، ایسی انگوٹھی یا لاکٹ باہر رکھ کے پھر داخل ہونا چاہیے۔ حضرت اُنس رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل نقل کرتے ہیں کہ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الغلام میں داخل ہوتے تھے تو اپنی انگوٹھی اتار کر باہر رکھ دیتے تھے۔

(سنن آبی داؤد، بتاب الطھارہ، باب ما یقول الرجُل إِذَا دَخَلَ الْخَلَاء، رقم المحدث: ٦١، ٣، دار ابن المicum)
اگر یہ چیز میں کسی چیز میں لپٹی ہوئی ہوں یا جیب میں ہوں یا لاکٹ گریبان میں قمیص کے پنجھے چھپا ہوا ہو تو ان کے ساتھ بیت الغلام میں جانے کی گنجائش ہے؛ لیکن بہتر پھر بھی یہی ہے کہ یہ اشیاء باہر رکھ کے اندر رجائب۔
کن چیزوں سے استنجاء کرنا جائز ہے اور کن سے ناجائز؟ کاغذ، کھانے کی چیز، گوشت، درخت کے پتوں،
نحوں، اشیاء، پہنچی، لید، گوبر، شیشه، پختہ ایسٹ، کونک، ٹھیکری، بال اور اسی طرح دایں ہاتھ سے استنجاء کرنا جائز نہیں، اس کے علاوہ ہر ایسی چیز جو قابل احترام نہ ہو، خوراک نہ ہو، جسم کے لیے نقصان دہ بھی نہ ہو اور قیمتی بھی نہ ہو تو اس سے استنجاء کرنا جائز ہے۔ (القناوی الحمدیہ، بتاب الطھارہ، صفتة الاستنجاء بالماء، ۱/۵۵، دارالكتب العلمیہ)

اگر کوئی شخص پانی سے استنجاء کرنے کے بجائے صرف ڈھیلوں سے استنجاء کرنا چاہے تو اس سلسلے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر نجاست مخرج سے تجاوز کر جائے اور زائد کی مقدار ایک درہم سے زائد نہ ہو تو بغیر ردھوئے صرف ڈھیلے کے استعمال کرنے سے طہارت حاصل ہو جائے گی لیکن مخرج سے تجاوز کرنے والی نجاست اگر درہم کی مقدار سے زائد ہو تو اسے بلاعذر ردھوئے بغیر چھوڑ دیا اور اسی طرح نماز پڑھنا مکروہ تحریکی ہے اور اگر بقدر درہم یا اس سے کم ہو تو مکروہ تحریکی ہے۔ (رد الحجارة، بباب الانجاس، ۱: ۵۲۲، دارالعلم الکتب)

قرآن مجید نے اور رسول اللہ ﷺ کے ارشاد اور طرز عمل نے امت مسلمہ کو ہدایت دی کہ اگر بالفرض کسی کا حال یہ ہو کہ اجابت کی خلکی کی وجہ سے ڈھیلے، پتھر وغیرہ کا استعمال کافی ہو، بتہ بھی وہ پانی سے استنجاء کرے اور ہاتھ کو مٹی وغیرہ سے مانگئے۔ پاکیزگی پسندی کا تقاضا ممکن ہے اور اللہ تعالیٰ کو یہ طریقہ پسند ہے۔

فقط اسے حاجت کے احکام میں سے ایک حکم یہ بھی ہے کہ اس عمل کے دوران قلبے کی طرف نہ منہ کیا جائے اور نہ ہی پُشت، ایسا کرنا مکروہ تحریکی ہے، چاہے قلعے حاجت کا وقت ہو یا (نگے ہو کر) غسل کرنے کی حالت ہو، شہر میں ہو یا دیہات میں، جگل میں ہو یا صحراء میں، تمام صورتوں میں یہی حکم ہے۔

حضرت ابوالیوب النصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کہ جب تم میں سے کوئی پیشab کرنے کے لیے آئے تو قبلے کی طرف نہ چرہ کرے اور وہ ہی پشت کرے۔ (صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب لا یستقبل القبلہ بغاٹاً او بول، رقم الحدیث: ۱۳۳، ۶۸/۱، المکتبۃ السلفیۃ)

اگر کسی گھر میں بیت الخلاء قبده رہنا ہوا ہو یا اس طرح بنا ہو کہ قبلہ کی طرف پشت ہوتا ہو تو اہل خانہ پڑھیک سمت میں بیت الخلاء بنانا واجب ہے، البتہ اگر اس بیت الخلاء میں اپنارخ قبلہ کی طرف سے پھر کر بیٹھے تو جائز ہے۔ (الفتاویٰ الحمدیہ، کتاب الطھارہ، صفت الاستجاء بالماء، ۱/۵۵، دارالكتب العلمیہ)

والدہ یا ہر ایسا شخص جو بچوں کو فناۓ حاجت کروائے، اس کے لیے ان بچوں کو لے کر قبلہ کی طرف رکھ کر کے بیٹھنا یا قبلہ کی طرف پشت کر کے بیٹھنا جائز نہیں؛ بلکہ وہ بھی شما لا یا جنوب آبیٹھ کے فناۓ حاجت کروائیں۔

(رد الحجتار مع الدر الحجتار، کتاب الطھارہ، باب الانجاس: ۱/۵۵۵، دار عالم الکتب)

جو شخص مرض کی وجہ سے خود اپنارخ بدلنے پر قادر ہو تو اس شخص کے تیمار دار فناۓ حاجت کے وقت اس کو ایسے طریقے سے اٹھائیں یا لائیں کہ پر وقت فناۓ حاجت اس کارخ یا بیٹھ قبلہ کی طرف نہ ہو، اسی طرح ہسپتاوں میں بھی انتقامیہ کو چاہیس کہ مریضوں کے بیڈ/بستر قدر رخ پرحتی الوسیع بچھانے سے گریز کریں۔

اگر کسی شخص کا بایاں ہاتھ شل ہو اور وہ اپنے بائیں ہاتھ سے استجاء کرنے پر قادر نہ ہو؛ تو دائیں ہاتھ سے استجاء کرے اور اگر دایاں ہاتھ بھی شل ہو تو پھر ایسے شخص کے لیے حکم یہ ہے کہ کوئی دوسرا شخص (اپنی نظر وہ کی حفاظت کرتے ہوئے) پانی ڈالے اور اگر کوئی ایس شخص بھی نہ ہو تو ایسے شخص سے استجاء معاف ہے۔ (الفتاویٰ الحمدیہ، کتاب الطھارہ، صفت الاستجاء بالماء، ۱/۵۵، دارالكتب العلمیہ)

مریض آدمی کے لیے استجاء کا حکم

ایسا مریض جو وضو کرنے پر قادر نہ ہو؛ لیکن اس کی یہی موجود ہو تو وہ اسے استجاء اور وضو کرائے اور اگر اس کی یہی نہ ہو؛ لیکن بینا یا بھائی موجود ہو تو اس کا بینا یا بھائی اس مریض کو وضو کرائے۔ اسی طرح کوئی عورت مریضہ ہو اور اس کا شوہر بھی ہو تو اس کا شوہر اپنی یہی کو وقت ضرورت وضو بھی کروائے گا اور استجاء بھی کروائے گا اور اگر اس کا شوہر نہ ہو؛ لیکن اس کی بیٹی یا بہن موجود ہوں تو وہ وضو کرائیں۔ (الفتاویٰ الحمدیہ، کتاب الطھارہ،) ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشab کرنے کا حکم: اگر کسی جگہ پانی کھڑا ہو تو اس میں پیشab کرنا جائز نہیں ہے؛ اس لیے کہ اس پانی کو بہت سے کاموں میں استعمال کیا جانا ممکن ہے، حدیث پاک میں آتا ہے کہ حضرت ابو

ہر یہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "تم میں سے کوئی ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے۔" (سنن ابن ماجہ، بتاب الطھارہ، باب لغھی عن البول فی الماء الرائد، رقم الحدیث: ۱، ۳۲۳)

یعنی ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا ہرگز جائز نہیں کیونکہ اس سے پانی بخس ہو کر غسل ووضو غیرہ کے قابل نہ رہے گا جس سے اسے بھی تکلیف ہو گی اور دوسروں کو بھی۔ اور یہ فعل مکروہ تحریکی ہے۔ نبی ﷺ نے ایسے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا جو ٹھہرہ ہوا ہو اور جاری نہ ہو۔ کیونکہ اس کی وجہ سے یہ نجاست سے آلوہ ہو جاتا ہے۔ وہ امر اس جو پیشاب کے بسبب درآسکتے ہیں ہر اس شخص کو نقصان دے سکتے ہیں جو پانی کو استعمال کرے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خود پیشاب کرنے والا ہی اس پانی کو استعمال کرے اور اس سے غسل کرے۔ چنانچہ اس کے لیے کیسے روایہ کہ وہ ایسی شے میں پیشاب کرے جو بعد میں اس کے لیے حصولِ طہارت کا ذریعہ ہو گی۔ اسی طرح نبی ﷺ نے بنی شخص کو ٹھہرے ہوئے پانی میں غسل کرنے سے منع فرمایا کیونکہ ایسا کرنا پانی کو بناہت کی گندگی سے آلوہ کر دیتا ہے۔

حصولِ طہارت کا بنیادی ذریعہ پانی ہے۔ پانی کے مختلف طریقے سے استعمال کے مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے اس میں پیشاب کرنا ایک پاکیزہ دل اور پاکیزہ فکر و خیال کے آدمی کو ناگوار معلوم ہوتا ہے۔ اس ناگواری کا احساس عام طور سے اس پانی میں پیشاب کرنے سے ہوتا ہے جو قبل استعمال ہو۔ پانی کا تقدس اپنی جگہ مسلم ہے۔ پانی پر پوری کائنات کی حیات کا دار و مدار ہے۔ رسول پاک ﷺ کی یہ تنبیہ یہ میں اسلام کے نظریہ کی بنیادوں سے آگاہ کرتی ہے اور یہیں بتاتی ہے کہ پانی کے استعمال میں جس طرح احتیاط لازمی ہے اسی طرح کا تحفظ بھی بھی اہمیت رکھتا ہے۔

آخر میں اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ یہیں دین کے مسائل سمجھنے اور نبی پاک ﷺ کے حکموں اور نبی کریم ﷺ کی ہر ہرادا کو کوہناہیت کامل اور احسن طریقے سے ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمين

کھڑے ہو کر پیشاب نہ کرو

عَنْ عُمَرَ قَالَ رَأَيْنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبُو لُقَائِمًا فَقَالَ يَا عُمَرُ لَا تَبْلُ قَائِمًا فَنَاءٌ أَبْلُقُ قَائِمًا بَعْدُ.

عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہوئے دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: عمر! کھڑے ہو کر پیشاب نہ کرو۔ عمرؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے بھی بھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا اسلامی تہذیب کے خلاف ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی نہیں تھی، حضرت عمرؓ فرماتے ہیں: جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے، تب سے میں نے بھی پیشاب کھڑے ہو کر نہیں کیا۔ (ترمذی باب الحنفی عن البول قائم: ۱۳) حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں: کھڑے ہو کر پیشاب کرنا بد سلیقہ گی اور گوارپن ہے۔ (ترمذی باب الحنفی عن البول قائم: ۱۲)

آج کل جدید تہذیب کے دلادے، مغربیت کی تقیدیں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کو جدیدیت، تہذیب اور اسلوب زندگی شمار کرتے ہیں، اس عمل کے لیے نیٹھنے کو ضروری خیال کرتے ہیں اور نہ ہی پانی سے استخباء کرنے کو کوئی اہمیت دیتے ہیں، اب توباقاعدہ ہر جگہ پیشاب کے لیے دیواروں میں ایسی جگہیں بنائی جاتی ہیں، جہاں کھڑے ہو کر پیشاب کرنا ممکن ہوتا ہے، اور ایسے بیت الغلاء اسیس پورٹ، ریلوے اسٹیشن، روٹ کی بڑی بیوں کے اڈوں اور سعودیہ میں حاجیوں کے لیے تیار کی جانے والی رہائش کا ہوں میں تیار کیے گئے ہوتے ہیں؛ حالانکہ کھڑے ہو کر استجرا کرنا شرعاً منوع ہے، اس فعل کے مرتكب اپنے کپڑوں کو بھی پاک نہیں رکھ سکتے اور اپنے بدن کو بھی نہیں۔

ہاں اگر کسی شخص کو کمر، گھٹنے، پیر وغیرہ میں سخت تکلیف ہو، جس کی وجہ سے بیٹھ کر پیشاب کرنے میں تکلیف ہوتی ہے، یا ایسی جگہ ہو جو نجاستوں سے بھری ہوئی ہے، اس کے علاوہ قضاۓ حاجت کے لیے کوئی مناسب جگہ میسر بھی نہیں ہے، نیز عوامی مقامات: بازار، کاروباری علاقے، بس اڈے، ریلوے اسٹیشن اور ایرپورٹ میں کھڑے ہو کر ہی پیشاب کرنے کے لیے پیشاب نانے بنائے جاتے ہیں، جہاں بیٹھ کر پیشاب کرنا ممکن ہی نہیں

ہوتا ہے، اس طرح کے موقع اور مقامات میں شرعی اعذار اور مجبویوں کی بناء پر کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی شرعاً اجازت ہوگی۔

علامہ انور شاہ کشمیری فرماتے ہیں: حضرت خدیفہؓ کی روایت سے کراہت تنزیہی کے ساتھ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا جواز ثابت ہوتا ہے؛ تاہم آج کے دور میں پیشاب کھڑے ہو کر کرنا غیر مسلم اور فرقہ و فجرا کا شیوه و شعار بن چکا ہے، لہذا بلا ضرورت شدیدہ پیشاب کھڑے ہو کر کرنے کی بالکل اجازت نہیں ہوگی۔ (مستفادہ: العرف الشذی مع الترمذی باب الرخصۃ فی ذالک ۹ / ۱، درس ترمذی ۱۹۹)

ہاں اگر کوئی عذر ہو مثلاً: بوسیری کی شدت، بہت زیادہ موٹاپا وغیرہ اعذار لاحق ہوں جن کی وجہ سے طبی طریقے پر بیٹھ کر بڑا استحبا کرنا ناممکن، یا نہایت دشوار ہو تو ایسے مغضورین کے لیے مغربی طرز کے بیت الخلا کا استعمال بلا کراہت درست ہو گا، عام حالات میں بلا عذر مغربی طرز کے بیت الخلا کا استعمال فرقہ و فجرا اور مغربی تہذیب کے شیدائیوں کی عادت و شیوه ہونے کی وجہ سے کراہت سے خالی نہیں ہو گا۔ درحقیقت یہ دشمنانِ اسلام کی سازش ہے کہ مسلمانوں کو ان کے پیغمبر علیہ السلام کی مبارک سنتوں سے اتنا دو کردا جائے کہ وہ اپنے ہی مسلم معاشرے میں اپنے نبی کی اتباع میں عار محسوس کریں۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم خود اپنی ذات سنت طریقے کے مطابق کر لیں، اور اپنی اولاد بالخصوص نابالغ اولاد کی نگرانی کریں، کہ نہیں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی عادی تو نہیں بن رہی ہیں یا وہ پیشاب کرنے کے بعد استحلاحتی ہے یا نہیں؟! اور اگر ایسا محسوس ہو تو فوراً مناسب تنبیہ کریں۔

پیشاب کی چھینٹوں سے نہ پیخنے کا وہ بال کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی صورت میں کچڑوں پر یا بدن پر چھینٹوں کا گرنا ایک یقینی امر ہے، دیکھنے کے اعتبار سے تو یہ چھوٹا اور معمولی عمل ہے، لیکن جزو کے اعتبار سے پیشاب کی چھینٹوں سے اپنے آپ کو نہ بچانا بہت بڑے وہ بال کا سبب ہے۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے جو پہلے اساق میں لگڑچکی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے لگڑے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور ان دونوں کو عذاب کوئی بڑے اور مشکل کاموں کی وجہ سے نہیں ہو رہا؛ بلکہ ان میں سے ایک کو پیشاب کی چھینٹوں سے نہ پیخنے کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے اور دوسرے کو غیبت کرنے کی وجہ سے۔“ (سنن ابن ماجہ، کتاب الطهارہ)

اس لیے پیشاب کرنے کے بعد بہتر یہ ہے کہ پہلے کسی ڈھنلے یا ٹشوپپر وغیرہ سے قطرات کو خشک کر دیں، اس کے بعد پانی کا استعمال کر دیں۔ اس طریقے سے مٹانہ اور پیشاب کی نالی اچھی طرح نالی ہو جاتی ہے، فارغ ہونے کے بعد قطرے وغیرہ ٹپکنے سے امن رہتا ہے۔

بیت الخلاء جاتے ہوئے سر ڈھانپ کے جانا بھی سنت ہے، جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء میں داخل ہوتے تھے تو اپنے سر کو ڈھانپ لیتے تھے۔ (سنن الکبری للدیہیۃ، بحث طهارہ، باب تغطیۃ الرأس عند دخول الخلاء، رقم الحدیث: ۱، ۲۶۳، ۹۶، دائرۃ المعارف، دکن)

اپنے بول و براز کی طرف دیکھنا خلاف ادب ہے، علامہ طحاوی علیہ السلام نے لکھا ہے کہ یہ نیان کو پیدا کرتا ہے۔ (کتاب الطهارہ: ۱/۳۱، دارالكتب العلمیہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب استنجاء کر لیا تو اپنے ہاتھوں کو زمین پر رگڑا۔“ (سنن الترمذی، بحث طهارہ، باب: دلک الاید بالارض بعد الاستنجاء، رقم الحدیث: ۵۰، دارالسلام)

موجودہ دور میں اس عمل پر قادر شخص کے لیے یہ عمل بھی مسنون ہو گا، صورت دیگر صابن وغیرہ سے ہاتھوں کو دھولینا بھی اس کا قائم مقام ہو جائے گا۔ اور استنجاء کرنے کے بعد اگر کتنی غالب ہو کہ ہاتھ صاف ہو گئے ہیں اور بدبو وغیرہ بھی ختم ہو گئی ہے تو مزید صفائی کے لیے ہاتھ دھونا مسنون ہے؛ لیکن ضروری نہیں ہے، مطلب یہ کہ اگر یہ شخص ہاتھ نہ دھوئے تو عند اللہ مجرم نہیں ہو گا۔ (الافتواۃ الحندیۃ، بحث طهارہ)

جن بھگپوں میں استنجاء کرنا مکروہ ہے وہ درج ذیل ہیں: پانی میں، حوض یا چشنه کے کنارے، پھسل دار درخت کے نیچے کھلتی ہیں، ہر ایسے سایہ میں جہاں لوگ بیٹھتے ہوں، مساجد اور عبیدگاہ کے پہلو میں، بترستان میں اور مسلمانوں کی گذرگاہ میں، سورج یا چاند کی طرف منہ کر کے، ڈھلوان (نیچے والی سطح) میں بیٹھ کے اوپر کی جانب پیشاب کرنا، ہوا کے رخ پر پیشاب کرنا، چوہے، سانپ یا چھوٹی کے بل میں پیشاب کرنا۔ غرض جس جگہ سے بھی لوگوں کا نفع وابستہ ہو اور وہاں ناپاکی یا گندگی ان کے لیے تکلیف دہ ہو یا اس عمل کی وجہ سے خود اس کو کسی ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہو، وہاں پیشاب پا گانہ کرنا جائز نہیں ہے۔ (ابحر الرائق، بحث طهارہ)

جب کوئی شخص بیت الخلاء میں جانے کا ارادہ کرے، تو اس کے لیے مناسب ہے کہ ایسے وقت میں ہی چلا

جائے جب اس پر قضاۓ حاجت کا بہت زیادہ تقاضا نہ ہو؛ بلکہ یہ شخص اس حالت کے طاری ہونے سے پہلے پہلے ہی بیت الخلاء میں داخل ہو جائے، اس دوران یہ شخص اپنے ساتھ کوئی ایسی چیز جس پر اللہ کا نام (یا قرآن، پاک کی آیت وغیرہ لکھی ہوتی) ہو، نہ لے جائے، اور نگے سر بھی نہ جائے، جب دروازے کے پاس پہنچ جائے تو بیت الخلاء میں داخل ہونے والی دعا پڑھنے سے قبل "بسم اللہ الرحمن الرحيم" پڑھے، پھر دعائے ما ثورہ "اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُنُبِ وَالْخَبَائِثِ" پڑھے، پھر بایاں پاؤں اندر داخل کرے، پھر زین کے قریب ہو کر ستر کھولے، پھر اپنے پاؤں کو قدرے کشادہ کر کے اس طرح بیٹھ کر اس کے بدن کا زیادہ وزن باعیں پاؤں پر ہو، اس حالت میں یہ شخص آخر دی امور (مثلاً: علم دین، فقہ وغیرہ) کے بارے میں نہ سوچے، کوئی شخص اس کو سلام کرے تو اسے جواب نہ دے، مودن کی آواز اس کے کافوں میں پڑے تو اس کا جواب نہ دے، اس حالت میں اس کو چھینک آتے تو "الحمد لله" نہ کہے، اپنے اعضائے مبتورہ کی طرف نظر نہ کرے، بدن سے نکلنے والی گندگی کی طرف بھی نہ دیکھے، پاخانہ پر تھوک، ناک کی ریٹھ، اور بلغم وغیرہ نہ تھوکے، بہت زیادہ دیر تک وہاں نہ بیٹھے، آسمان کی طرف نہ دیکھے، بلکہ معتدل کیفیت کے ساتھ رہے، پھر جسم سے خارج ہونے والی نجاست کو پانی ڈال کر اچھی طرح بہادرے، پھر جب فارغ ہو جائے تو شرمگاہ کے تنچے کی جانب موجود رگ پر اپنی انگلی پھیر کے اسے اچھی طرح بیٹشاپ کے قطروں سے خالی کر دے، پھر تین پھرتوں سے اپنے عضو سے نجاست دور کرے، پھر فارغ ہو کے سیدھا کھڑا ہونے سے پہلے پہلے اپنے ستر عورت کو چھپا لے، پھر اپنا دایاں پاؤں بیت الخلاء سے باہر نکال کر قضاۓ حاجت کے بعد کی دعا پڑھے "غُفرانَكَ، أَحْمَدُ اللَّهَ الَّذِي أَذْهَبَ عَنِّي الْأَذْى وَعَافَنِي" (ردا الحمار مع الدر المختار، بتاب الطهارہ)

تمکمل عبادات کے لیے چوک کے طہارت کا ملزم ضروری ہے؛ اس یہ قضاۓ حاجت سے فراگت پر استجاء کرتے وقت مبالغہ کی حد تک اپنے آپ کو بیٹشاپ کے قطروں اور ناپاکی سے بچانا ضروری ہے، بالخصوص موجودہ دور میں جب کہ پختہ بیت الخلاء اور پانی سے استجاء کرنے کا معمول عام ہو چکا ہے، احتیاط لازم ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ جیسے ہی بیت الخلاء میں داخل ہو، اسی وقت توٹی کھول کے پانی کے ہونے یا نہ ہونے کا اندازہ کر لے، اس کے علاوہ بیت الخلاء میں نشوپیر بھی ضرور کھنے پاہتیں؛ تاکہ بوقت ضرورت ان کو استعمال کیا جا سکے۔

جن مقامات میں ٹوپیوں کی حالت معلوم نہ ہو وہاں لوٹے کو اپر اٹھا کر ٹوٹی کے قریب کر کے پانی بھریں، پھر تنچہ رکھ دیں، اسی طرح پیشاب کرنے میں اختیاط اس طرح برقرار جائے کہ پیشاب فاش میں سامنے کی ٹھووس جگہ میں وقت سے نہ ٹکرائے؛ کیوں کہ اس صورت میں اسی وقت کے ساتھ چھینٹیں اڑنے کا قوی امکان ہوتا ہے، اس سے حفاظت اسی صورت میں ممکن ہے کہ پیشاب فاش کی سانڈوں میں گرے نہ کہ سامنے والے حصے میں۔

آخر میں اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ میں دین کے احکام سمجھنے اور پھر ہر ہر حکم کو نہایت کامل اور حسن طریقے سے ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وضو کی فضیلت و اہمیت

عَنْ عُمَرَ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ تَوَضَّأَ مَأْكُوسًا لِلْوُضُوءِ خَرَجَتْ حَطَّا يَاكُوْمُ جَسَدِهِ، حَتَّىٰ تَخُرُّجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِهِ» (رواہ البخاری و مسلم)

حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے وضو کیا اور (بتابے ہوئے طریقہ کے مطابق) خوب اچھی طرح وضو کیا تو اس کے سارے گناہ مکل جائیں گے یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے پنج سے بھی۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وضو افضل تین عبادتوں میں سے ہے۔ اس حدیث میں وارد وضو کے فضائل میں سے ایک یہ ہے کہ جس نے وضو کی سنتوں اور اس کے آداب کا لحاظ رکھتے ہوئے خوب اچھی طرح وضو کیا، اس کے حقوق اللہ سے متعلق تمام چھوٹے گناہ مکل جاتے ہیں، یہاں تک کہ یہ گناہ ناخنوں کے پنج موجود جسم کے باریک ترین حصوں سے بھی مکل جاتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی تعلیم و پداشت کے مطابق باطنی پا کریں گی حاصل کرنے کے لئے آداب و سنن وغیرہ کی رعایت کے ساتھ اچھی طرح وضو کرے گا تو اس سے صرف اعضاء وضو کی میں چکیں اور حدیث والی باطنی ناپاکی ہی دور رہے گی بلکہ اس کی برکت سے اس کے سارے جسم کے گناہوں کی ناپاکی بھی مکل جاتے گی اور وہ شخص حدث سے پاک ہونے کے علاوہ گناہوں سے بھی پاک صاف ہو جائے گا۔

حضرت علامہ عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت امام عظیم ابوحنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ جامع مسجد کوفہ کے وضو غانے میں تشریف لے گئے تو ایک نوجوان کو وضو بناتے ہوئے دیکھا، اس سے وضو (میں استعمال شدہ پانی) کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اے بیٹے ماں باپ کی نافرمانی سے توبہ کر لے۔ اس نے فوراً غرض کی: میں نے توبہ کی۔ ایک اور شخص کے وضو (میں استعمال ہونے والے پانی

(کے قطرے پتختے دیکھے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص سے ارشاد فرمایا: اے میرے بھائی تو زنا سے توبہ کر لے۔ اس نے عرض کی: میں نے توبہ کی۔ ایک اور شخص کے وضو کے طریقے پتختے دیکھے تو اسے فرمایا: شراب نوشی اور گانے باجھ سنبھل سے تو کر لے۔ اس نے عرض کی: میں نے توبہ کی۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کشف کے باعث چونکہ لوگوں کے عجیب ظالہ ہو جاتے تھے لہذا آپ نے بارگاہ اُنیٰ میں اس کشف کے ختم ہو جانے کی دعا مانگی: اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی جس سے آپ کو وضو کرنے والوں کے گناہ جھڑتے نظر آنابند ہو گئے۔ (المیز ان الکبریٰ ج ۱ ص ۱۳۰)

حدیث پاک میں ہے: جس نے بسم اللہ کہہ کر وضو کیا اس کا سر سے پاؤں تک سارا جسم پاک ہو گیا اور جس نے بغیر بسم اللہ کہہ وضو کیا اس کا آنتاہی بدن پاک ہوا جتنے پر پانی گرا۔ (سنن دارقطنی)
حضرت بوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: بنی کریمہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) جب تم وضو کرو تو بسم اللہ و الحمد للہ کہہ لی اکرو جب تک تمہارا وضو باقی رہے گا اس وقت تک تمہارے فرشتے (یعنی کراما کا تبیین) تمہارے لئے نیکیاں لکھتے رہیں گے۔ (امتحجم الصغیر للطبرانی)
حدیث پاک میں ہے: باوضو نے والا روزہ رکھ کر عبادت کرنے والے کی طرح ہے۔ (کنز العمال)
بنی کریمہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: پیٹا: اگر تم ہمیشہ باوضور ہنے کی امکانیت رکھو تو ایسا ہی کرو کیونکہ ملکت الموت جس بندے کی روح حالت وضو میں قبض کرتا ہے اس کیلئے شہادت لکھ دی جاتی ہے۔ (شعب الازیمان ج ۳ ص ۲۹ حدیث ۲۷۳)

وضو، الوضاء سے ہے جس کے لغوی معنی میں حسن و جمال، نظافت (صفائی) اور رونق۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دن میں کئی مرتبہ دھراتے جانے والا یہ عمل جہاں انسان کو صفات ستر ہنرنے میں مددگار ہوتا ہے وہی اسے حسن و جمال بخشتا ہے۔ آجکل لوگ اور غاص طور پر خواتین اپنے چہرے کو حسین بنانا کے لیے کیا کیا جتن کرتی ہیں۔ دنیا بھر میں خوبصورتی سے متعلق مصنوعات کا اربوں ڈالرز کا بیزنس روزانہ ہوتا ہے اور پھر سے کی خوبصورتی بڑھانے کے لیے خوب بیسہ محنت اور وقت لگایا جاتا ہے جبکہ یہ چند منٹوں کا چھوٹا سا مفت عمل انسان کے چہرے کو وہ خوبصورتی، نور اور رونق بخشتا ہے جو کسی اور طریقے سے نمکن نہیں۔ آزمائش شرط ہے۔
اصطلاح میں وضو سے مراد پاکیزہ پانی کو ان جسمانی اعضاء پر استعمال کرنا ہے جن کی وضاحت اور

مشروعیت اللہ نے فرمائی۔ نماز سے پہلے کامل وضو کرنے کا طریقہ خود اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھا دیا ہے جیسا کہ ارشاد ہے:

”اے لوگو! جو ایمان لائے ہو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے پینے پھرے اور اپنے ہاتھ کہنیوں تک دھلو اور اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک دھلو“ (المائدہ: 6).

وضوایک ایسا عمل ہے جس کی اہمیت سے شایدی کی لوگ لا علم ہوں حالانکہ اس کی فضیلت و فائدہ انسان کو دنیا اور آخرت دونوں میں ملتے ہیں۔ وضو یعنی طہارت کو اگر ایک بندے ایک مسلمان اور ایک انسان کو مجموعی زندگی کے تناظر میں دیکھیں تو حیات کی ابتداء بھی طہارت ہے اور اس کی انتہاء بھی طہارت ہے۔ طہارت سے وابستگی کمال حیات ہے۔ طہارت سے لائقی زوال حیات ہے۔ طہارت کی پابندی صحت ہے۔ طہارت سے بیزاری بیماری ہے۔ طہارت سے نشاط حیات ہے طہارت سے غفلت شغل حیات ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نگاہ بنت میں طہارت و سچ لمعنی لفظ ہے۔ اس لئے باری تعالیٰ طہارت کو جسمانی پاکیزگی کے لئے لازم تھہرا تا ہے اور اس طرح مال کی نظافت کے لئے بھی طہارت کو ضروری قرار دیتا ہے اور دلوں کی صفائی و نفاست کے لئے بھی طہارت کو اہمیت دیتا ہے، گھروں کی صفائی و سترائی اور دھلائی کے لئے بھی طہارت کے قیام کا حکم دیتا ہے۔

وضو انسان کی ظاہری اور باطنی نجاستوں کو دور کر کے اسے بہت سی ذہنی اور روحانی پریشانیوں سے نجات دلانے کا طریقہ ہے مثلاً اگر غم اور اداسی میں وضو کیا جائے تو کافی حد تک غم کم محسوس ہونے لگتا ہے۔ اسی طرح غصے کی حالت میں بھی وضو کرنا فائدہ مند ہے، حدیث میں بھی غصے کے وقت وضو کرنے کی تاکید ملتی ہے۔ وضو کے اعضا کو دن میں کئی مرتبہ دھونا تمام دھولی کو صاف کر کے انسان کو ہشاش بشاش کرتا

حدیث میں آپؐ کافر مان ہے کہ ”کامل وضو کرنا آحلا یمان ہے“ (نسائی 2439)۔ یہی وجہ ہے کہ آپؐ اپنے اصحاب کو کامل وضو کرنے کی ترغیب دیا کرتے تھے جیسا کہ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ ”آپؐ نے ہمیں اچھی طرح وضو کرنے کا حکم دیا ہے“ (بخاری: 460)۔

قیامت کے دن وضو کے اعضا کا چکنا: وضو امت محمدیہ کی نشانی ہے اس اعتبار سے کو قیامت کے دن اس امت کے ان تمام لوگوں کے چہرے اور وضو کے اعضا چمک رہے ہوں گے جو دنیا میں رہتے ہوئے کامل وضو کا اہتمام کرتے تھے۔ اس بات کا ہمیں حدیث سے پتہ چلتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ ہی سے ایک اور جگہ مروی

ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا: ”قیامت کے دن تم اس حال میں اٹھو گے کہ تمہارا چہرہ اور ہاتھ، پاؤں وضو کرنے کی وجہ سے سفید اور چمک رہے ہوں گے، لہذا جو شخص تم میں سے طاقت رکھتا ہو وہ اپنے ہاتھوں، پاؤں اور چہرے کی سفیدی اور چمک کو زیادہ کرے۔“ (مسلم)۔ اسی حدیث پر عمل کرتے ہوئے حضرت ابو ہریرہؓ وضو کرتے ہوئے اپنے اعضاء وضو کو بہترین انداز میں دھوتے اور اکثر اس میں مبالغہ بھی کر جاتے تھے۔ ان احادیث سے ہم یہ نتیجہ اندر کر سکتے ہیں کہ کامل وضو صرف دنیا ہی میں ہمارے چہرے کی روشنی بڑھانے کا ذریعہ نہیں بلکہ آخرت میں انشا اللہ ایسے لوگوں کے چہرے چمک رہے ہوں گے۔

ایک بہت ہی مشہور حدیث سے وضو کی فضیلت اور بھی اجاگر ہوتی ہے اور ہم سب کو ہر وقت باوضور ہونے پر ابھارتی ہے اور جب انسان وضو کے بعد درکعت نماز ادا کرتا ہے جسے عرفِ عام میں تختیۃ الوضو کہا جاتا ہے تو اس کا بڑا جر معلوم ہوتا ہے۔ حضرت بریڈہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ”ایک صحیح ضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلاںؑ کو بلا یا اور فرمایا کہ اے بلاں! کسی عمل کی وجہ سے تم گزشتہ رات جنت میں میرے آگے آگے چل رہے تھے، میں نے جنت میں اپنے آگے تمہارے جتوں کی آہٹ سنی۔ حضرت بلاںؑ نے فرمایا، یا رسول اللہ! میں جب بھی وضو کرتا ہوں تو درکعت نماز پڑھ لیتا ہوں اور جب بھی میراوضو ٹوٹ جاتا ہے تو میں اسی وقت وضو کر لیتا ہوں۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا، اسی وجہ سے ہر وقت باوضور ہنے والا شخص طہارت کی بہترین حالت میں ہوتا ہے۔“ (صحیحین)۔

اکثر موسم کی شدت مثلاً سخت سردی میں یا کسی اور بنا پر وضو کرنے میں تکلیف ہوتی ہو اور ایک بوجھ سا محسوس ہوتا ہو اور انسان اسی ناگوار صورت حال میں صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے خوشی سے کامل وضو کرتا ہے تو یہ عمل انسان کے درجات کی بندی کا سبب بتاتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مسروی ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا: ”کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ خطاکی مٹا دیتا اور درجے بلند کرتا ہے؟ صحابہ کرام نبھی اللہ عنہم نے عرض کیا: کیوں نہیں یا رسول اللہ ضرور بتلاتے یہ آپؐ نے فرمایا: مُشْتَقُوں کے باوجود کامل وضو کرنا، مسجدوں کی طرف کشتم سے قدم اٹھانا، نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا، پس یہی رباط (مماز جنگ میں پڑاؤ) ہے، پس یہی رباط ہے، پس یہی رباط ہے“ (مسلم 219)۔

آخر میں اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ ہمیں ہر وقت باوضور ہنے اور اس کے فضائل و فائد حاصل کرنے کی اللہ تبارک و تعالیٰ تقویٰ فیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وضو کی فرضیت و اہمیت

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَفْتَاحُ الصَّلَاةِ الْصُّهُورُ، وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ، وَتَخْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ.

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز کی تکمیلی طہارت، اس کی تحریم تکمیل کہنا، اور تخلیل سلام پھیرنا ہے۔

تحریم سے مراد ان سارے افعال کو حرام کرنا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے نماز میں حرام کیا ہے، اسی طرح تخلیل سے مراد ان سارے افعال کو حلال کرنا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے نماز سے باہر حلال کیا ہے، یہ حدیث جس طرح اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نماز کا دروازہ بند ہے جسے انسان وضو کے بغیر کھول نہیں سکتا اسی طرح اس پر بھی دلالت کرتی ہے کہ اللہ اکابر کے علاوہ کسی اور دوسرے جملہ سے تکمیلی طہارت نہیں ہو سکتی اور سلام کے علاوہ آدمی کسی اور چیز کے ذریعہ نماز سے ملک نہیں سکتا۔

قرآن حکیم میں وضو کی فرضیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَا أَيُّهُمَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قَبْضُمُ الْأَصَالَةَ لَمْ يَرْجِعُوْهُ فَاغْسِلُوهُ وَجْهَهُكُمْ وَأَيْدِيهِكُمْ إِلَى الْمَرَاقِقِ وَامْسَحُوهُ بِرُؤُسِكُمْ وَآرْجُلُكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ۔ (المائدہ: 5)

مفہوم آیت: اے ایمان والو! جب تم نماز ادا کرنے کا رادہ کر کے اٹھو تو اپنے چہرے اور کہنیوں تک اپنے ہاتھ دھولو اور اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں (بھی) ٹھنڈوں تک (دھولیا کرو)۔ اگر تھیں پانی ملے تو پاک مٹی سے تیم کرو اور اپنے چہرے اور ہاتھوں کا اس (مٹی) سے مسح کرو۔ ائمۃ پر کوئی شنگی مسلط نہیں کرنا چاہتے لیکن تمہیں پاک صاف کرنا چاہتے ہیں اور یہ کم پر اپنی نعمت کو ایسے طریقے پر مکمل کر کے کمزیدی کی گنجائش نہ رہے تاکہ تم شرکزادوں۔ (سورہ المائدہ: رقم الآیت: 6)

اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام پر جتنی عبادات ضروری اور فرضی قرار دی ہیں ان میں سے سب سے اہم نمازوں کی

عبدات ہے اور نماز پڑھنے کے لیے ضروری ہے کہ نمازی حدث اصغر (بے وضو ہونے) اور حدث اکبر (جناہت، حیض اور نفاس) سے پاک ہو، بغیر طہارت کے نماز پڑھنا جائز نہیں اور نہیں ایسی نماز قبول ہوتی ہے۔ فقہاء کرام رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ فرض کا جانا اور معلوم کرنا فرض ہوتا ہے اور واجب کا جانا واجب ہوتا ہے، سنت کا جانا سنت اور متحب جانا متحب ہوتا ہے۔

اور فرض و حکم شرعی ہے جو دلیل قطعی (قرآنی حکم اور حدیث متواتر) سے ثابت ہو یعنی ایسی دلیل جس میں شبکی کوئی گنجائش نہ ہو جیسے نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ۔ یہ وہ بنیادی ارکان ہیں جن کا ادا کرنا ضروری ہے اور ادا کرنے والا ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔ اگر کوئی مسلمان ان کی فرضیت کا انکار کرے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ ان کو بغیر غدر ترک کرنے والا فاسد اور سزا کا حقدار ہوتا ہے۔

جب کہ ”واجب“ ظنی دلیل سے ثابت شدہ عمل کو کہا جاتا ہے، نیز فرض کا منکر کافر ہو جاتا ہے، واجب کے انکار پر کفر کا حکم نہیں لگتا۔ فقط و اللہ اعلم

فرض: وہ کام جس کا کرنا ضروری ہو اور اس کا ترک کرنا لازماً منع ہو اس کا ثبوت بھی قطعی ہو اور اس کے فعل کے لزوم پر دلالت بھی قطعی ہو، اس کا انکار کفر اور اس کا ترک کرنے والا عذاب کا مستحق ہو خواہ دامتراک کیا جائے یا احیاناً (کبھی کبھی)

پھر اسکی دو قسمیں ہیں (۱) فرض عین (۲) فرض اکفایہ

☆..... فرض عین وہ ہے جو کہ کرنا ہر ایک پر فرض ہے جیسے پنج وقتی نماز اور جمعہ کی نماز وغیرہ۔ ☆..... فرض اکفایہ وہ ہے جو کہ کرنا ہر ایک پر ضروری نہیں بلکہ بعض لوگوں کے ادا کرنے سے ادا ہو جائیگا، اور اگر کوئی ادا نہ کرے تو سب گناہ کا رہ ہو گنگے۔ اسی طرح درج ذیل امور کے لیے وضو کرنا فرض ہے: ☆..... نماز پڑھنے کے لیے۔ ☆..... نماز جناہ پڑھنے کے لیے۔ ☆..... سجدہ تلاوت کے لیے۔ ☆..... قرآن مجید کو چھوٹنے کے لیے۔ ☆..... کعبۃ اللہ کے طواف کے لیے۔

وضو کے چار فرضیں: ☆..... پھرے کا دھونا: پھرے کی گولائی، لمبائی کے حدود کے لحاظ سے پیشانی کی سطح کے شروع ہونے کی بجائے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک ہے اور عرض (چوڑائی) کے لحاظ سے وہ تمام حصہ جو دونوں کانوں کی لوکے درمیان ہے۔ ☆..... دونوں ہاتھوں کا کہنیوں تک دھونا ☆..... پتوخائی سر کا مسح

کرنا☆.....پاؤں کا ٹخنوں سمیت دھونا مسلم، الحجج، بتاب الطهارة، باب اتحاب اطالة الغرة و تجھیل فی الوضوء، ۱:

246، رقم:

وضو کے واجب ہونے کی درج ذیل شرائط میں:☆.....بالغ ہو۔☆.....مسلمان ہو۔☆.....پانی کی
اتنی مقدار پر قادر ہونا جو ضو کے لیے کافی ہو۔☆.....حدث (نپاکی) کا پایا جانا، حدث سے پاک نہ
ہو۔☆.....حیض و نفاس سے پاک ہو۔☆.....وقت تنگ نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا: اے موسیٰ اگر بے وضو ہونے کی صورت
میں تجھے کوئی مصیبت پہنچ تو خود اپنے آپ کو ملامت کرنا۔ (شعب الأیمان ج ۳ ص ۲۹ رقم ۲۸۸۲)

حضرت عمرو بن عبس رضی اللہ عنہ سے مردی ہے کہ میں نے اللہ کے بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: اے
اللہ کے بنی! مجھے وضو کے متعلق بتلائیے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص ثواب کی نیت
سے وضو کرتا ہے وضو کرتا ہے اس دوران جب کلی کرتا ہے، ناک میں پانی ڈالتا ہے اسے اچھی طرح سے صاف کرتا
ہے ان اعمال کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے منہ اور پٹھوں کے گناہ معاف فرمادیتے ہیں۔ اس کے بعد جب وہ
اللہ کے حکم کے مطابق چہرہ دھوتا ہے تو اڑھی کے کناروں سے اس کے چہرے کے گناہ جھٹ جاتے ہیں۔ اس کے
بعد جب وہ کہنیوں سمیت باز دھوتا ہے تو پٹھوں کے پرلوں سے وضو کے پانی کے ساتھ اس کے پٹھوں کے
گناہ جھٹ جاتے ہیں۔ پھر جب وہ سر کامسح کرتا ہے تو بالوں کے سرلوں سے اس کے سر کے گناہ وضو کے پانی کے
ساتھ ہی جھٹ جاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مردی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے جسموں
کو (حدث اصغر، حدث اکبر اور گناہوں سے) پاک رکھو۔ جو شخص رات کو باوضو ہوتا ہے اس کے جسم کے ساتھ لگنے
والے کپڑے میں ایک فرشتہ رات گزارتا ہے۔ جب یہ شخص نیند میں کروٹ بدلتا ہے تو فرشتہ اس شخص کے لیے اللہ
سے دعا کرتے ہوئے عرض کرتا ہے کہ اے اللہ اپنے اس بندے کی بخشش فرمادیکوئی نہ یہ رات کو پاک ہو کر سویا
تھا۔ (معجم الکبیر للطبرانی، رقم المحدث: 13620)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مردی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میرا حوش مقام عدن
سے لے کر ایک تک کے فاصلہ سے زیادہ بڑا ہے۔ اس کا پانی برفت سے زیادہ سفید، شہد ملے دودھ سے زیادہ میٹھا اور اس

کے برتوں کی تعداد تاروں سے زیادہ ہے۔ میں دوسرا لوگوں کو اس حوض سے اس طرح روکوں گا جیسے کوئی شخص اپنے حوض سے پرائے اونٹوں کو روکتا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک و آلہ وسلم! کیا آپ ہمیں اس دن پہچان لیں گے؟ فرمایا: ہاں تم میں ایک ایسی علامت ہے جو دوسری کسی امت میں نہیں ہوگی۔ تم جس وقت حوض پر میرے پاس آؤ گے تو تمہارے چہرے اور پاؤں آثار و ضوکی وجہ سے سفید اور چمک دار ہوں گے۔

وضوح حفظ ان صحت کے زر میں اصولوں میں سے ہے۔ پروز مرہ زندگی میں جراشیم کے خلاف ایک بہت بڑی ڈھال ہے۔ بہت سی بیماریاں صرف جراشیموں کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ یہ جراشیم ہمیں پاروں طرف سے گھیرے ہوتے ہیں۔ ہوا، زمین اور ہمارے استعمال کی ہر چیز پر یہ مودی مسلط ہیں۔ جسم انسانی کی جیشیت ایک قلعے کی سی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری جلد کی ساخت کچھ ایسی تدبیر سے بنائی ہے کہ جراشیم اس میں سے ہمارے بدن میں داخل نہیں ہو سکتے البتہ جلد پر ہو جانے والے زخم اور منہ اور ناک کے سوراخ ہر وقت جراشیم کی زد میں ہیں۔ اللہ رب العزت نے وضو کے ذریعے نہ صرف ان سوراخوں کو بلکہ اپنے جسم کے ہر حصے کو جو عام طور پر کپڑوں میں ڈھکا ہوا نہیں ہوتا اور آسانی سے جراشیم کی آماج گاہ بن سکتا ہے، انہیں وضو کے ذریعے وقاً فقاً دھوتے رہنے کا حکم فرمایا۔ انسانی جسم میں ناک اور منہ ایسے اعضاء ہیں جن کے ذریعے جراشیم سانس اور رکھانے کے ساتھ آسانی سے انسانی جسم میں داخل ہو سکتے ہیں، ہبہا لگے کی صفائی کے لیے غزارہ کرنے کا حکم دیا اور ناک کو اندر پڑی تک گیلا کرنے کا حکم دیا۔ بعض اوقات جراشیم ناک میں داخل ہو کر اندر کے بالوں سے چھٹ جباتے ہیں اور اگر دن میں وقتاً فوقتاً اسے دھونے کا عمل نہ ہو تو ہم صاف ہوا سے بھر پور سانس بھی نہیں لے سکتے۔ اس کے بعد چہرے کو تین بار دھونے کی تلقین فرمائی ہے تاکہ ٹھنڈا اپانی مسلسل آنکھوں پر پڑتا رہے اور آنکھیں جملہ امراض سے محفوظ رہیں۔ اسی طرح بازو اور پاؤں دھونے میں بھی کتنی بھی فوائد پہنچاں گیں۔ وضو ہمارے بے شمار امراض کا از خود علاج کر دیتا ہے جن کے پیدا ہونے کا نہیں احساس تک نہیں ہوتا۔ طہارت کے باب میں طب جدید جن تصورات کو واضح کرتی ہے اسلام نے انہیں عملًا تصویر طہارت میں سمودیا ہے۔

آخر میں اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ ہمیں ہر وقت باوضور ہنے اور اس کے فضائل و فوائد حاصل کرنے کی اللہ تبارک و تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وضو کا اہتمام کمال ایمان کی نشانی

عَنْ ثُوبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِسْتَقِيمُوا وَلَنْ تُخْصُوا، وَاعْلَمُوا أَنَّ خَيْرَ أَعْمَالِكُمُ الصَّلَاةُ، وَلَنْ يُحَافَظَ عَلَى الْوُضُوءِ إِلَّا مُؤْمِنٌ"

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ٹھیک چلو، صراط مستقیم پر قائم رہو۔ لیکن چونکہ یہ استقامت بہت مشکل ہے اس لئے تم اس پر پورا قابو ہرگز نہ پاسو گے (لہذا ہمیشہ اپنے کو قصور اور خطا کا بھی سمجھتے رہو) اور اچھی طرح جان لو کہ تمہارے سارے اعمال میں سب سے بہتر عمل نماز ہے۔ (اس لئے اس کا سب سے زیادہ اہتمام کرو) اور وضو کی پوری غنبداشت بس بندہ مون بی کر سکتا ہے۔ (موطا امام مالک، مسند احمد، سنن ابن ماجہ، سنن دارمی)

وضو کی حافظت و غنبداشت کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہمیشہ سنت کے مطابق اور آداب کی رعایت کے ساتھ کامل وضو کیا جائے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بندہ برابر باوضور ہے۔ بہر حال رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں "حافظت علی الوضو" کو کمال ایمان کی نشانی اور اہل ایمان و یقین کا عمل بتایا ہے۔

سنن: وہ فعل ہے جو کوئی سالنے یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا ہو۔ اسکی دو قسمیں ہیں۔ سنت مؤکدہ، اور سنت غیر مؤکدہ۔ وہ فعل ہے جو کوئی سالنے یا صحابہ نے ہمیشہ کیا ہو اور بغیر کسی عذر کے بھی ترک نہ کیا ہو۔ لیکن ترک کرنے والے پر کسی قسم کا زجر و تنبیہ نہ کی جو اسکا حکم بھی عمل کے اعتبار سے واجب کا ہے یعنی بلاعذر چھوڑنے والا اور اسکی عادت کرنے والا فاسق اور کنہا گار ہے اور بنی اسرائیل کی شفاعت سے محروم رہیا گا (شفاعت سے مراد مطلق شفاعت نہیں جو اصل کہا ترک کیلئے عام ہو گی بلکہ مراد وہ شفاعت ہے جو اتباع سنت کا شرہ ہے) ہاں اگر کبھی چھوٹ جائے تو مضائقہ نہیں مگر واجب کے چھوڑنے میں نہست اسکے چھوڑنے کے گناہ زیادہ ہے۔
سنن غیر مؤکدہ: وہ فعل ہے جس کوئی سالنے یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا ہو اور بغیر عذر کے بھی ترک بھی کیا ہو، اسکا کرنے والا ثواب کا متحقق ہے اور چھوڑنے والا عذاب کا متحقق نہیں، اسکو سنت زائدہ اور سنت عادی بھی کہتے ہیں۔

سیدنا امام حمین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میرے والد گرامی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے وضو کا پانی طلب فرمایا۔ میں نے وضو کا پانی لا کر حاضر خدمت کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وضوفرمانا شروع کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پانی میں ہاتھ ڈالنے سے قبل دونوں ہاتھوں کو تین دفعہ دھویا۔ اس کے بعد تین مرتبہ لکھن تک تین دفعہ دھویا پھر آپ نے اپنے سر مبارک پر ایک دفعہ سُح فرمایا۔ اس کے بعد ایک پاؤں کو لکھن تک تین دفعہ دھویا پھر ایسے ہی بائیں وہاں کے بعد آپ نے کھڑے ہو کر پانی لانے کا حکم صادر فرمایا۔ میں نے برتن جس میں وضو کا بچا ہوا پانی تھا، حاضر خدمت کیا تو آپ نے کھڑے کھڑے اس سے پانی پی لیا۔ میں جیران ہوا تو پھر آپ نے مجھے دیکھ کر ارشاد فرمایا: ”جیران نہ ہوں کیونکہ میں نے آپ کے ننانا جان کو ایسے ہی کرتے ہوئے دیکھا جیسے تم مجھے کرتا دیکھ رہے ہو۔ حضور نبی اکرم ﷺ اسی طرح وضوفرماتے اور آپ وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پیتے تھے۔“ نسائی، اسنن، کتاب الطہارت، باب صفة الوضوی، ۱: ۵۱، ۵۲، ۹۵، رقم: ۹۵۔

وضو کا طریقہ: قبلہ کی طرف رخ کر کے اوپنی جگہ بیٹھنا مستحب ہے۔ متحب: وہ فعل ہے جس کو نبی ﷺ یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا ہو لیکن ہمیشہ اور اکثر نہیں بلکہ بھی بھی کیا۔ اسکا کرنے والا ثواب کامتحن ہے اور نہ کرنے والے پر کسی قسم کا حناہ نہیں اور اسکو فہمیاء کی اصلاح میں نفل، مندوب اور تطوع بھی کہتے ہیں۔ وضو کیلئے نیت کرنا سنت ہے، نیت نہ ہوت بھی وضو ہو جائے گا مگر ثواب نہیں ملے گا۔ نیت دل کے ارادے کو کہتے ہیں، دل میں نیت ہوتے ہوئے زبان سے بھی کہہ لینا افضل ہے لہذا زبان سے اس طرح نیت کیلئے کہ میں حکم الٰہی عَزَّ وَ جَلَّ ہجا لانے اور پاکی حاصل کرنے کیلئے وضو کر رہا ہوں۔ سُمَّ اللہ کہہ لجئے کہ یہ بھی سنت ہے۔ بلکہ سُمَّ اللہ وَ الْمَحْمَدُ لِلّهِ کہہ لجئے کہ جب تک باوضور ہیں گے فرشتے نیکیاں لکھتے رہیں گے۔ (معجم الصغیر للطبرانی ج ۱ ص ۳۷ حدیث ۱۸۶)

اب دونوں ہاتھ تین تین بار پہنچوں تک دھوئیے، (تل بند کر کے) دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کا غلال بھی بخجھے کم از کم تین بار دایں بائیں اور پرستخچے کے دانتوں میں مسواک بخجھے اور ہر بار مسواک کو دھو لیجئے۔ امام محمد بن محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مسواک کرتے وقت نماز میں قرآن مجید کی قراءت اور ذکر اللہ کے لئے مُسَمَّ پاک کرنے کی نیت کرنی چاہئے۔ (احیاء علوم ج ۱ ص ۱۸۲) اب سیدھے ہاتھ کے تین پچھوپانی سے (ہر بار تل بند کر کے) اس طرح تین لکلیاں بخجھے کہ ہر بار مُسَمَّ کے ہر پرزا پر (علق کے کنارے تک) پانی

بہ جائے، اگر روزہ نہ ہو تو غرّ گھی کر لجئے۔ پھر سید ہے ہی ہاتھ کے تین چکو (اب ہر بار آدھا چکو پانی کافی ہے) سے (ہر بار اٹل بند کر کے) تین بارناک میں نرم گوشت تک پانی پڑھائیں اور اگر روزہ نہ ہو تو ناک کی جسٹک پانی پہنچائیں، اب (ٹل بند کر کے) اٹلے ہاتھ سے ناک صاف کر لجئے اور چھوٹی انگلی ناک کے سوراخوں میں ڈالنے تین بار سارا چھرہ اس طرح دھوئے کہ جہاں سے عادت اسر کے بال اگنا شروع ہوتے ہیں وہاں سے لیکھوڑی کے ٹپخ تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک ہر جگہ پانی بجائے۔ اگرداڑھی ہے اور احصار باندھے ہوئے نہیں ہیں تو (ٹل بند کرنے کے بعد) اس طرح خالی ٹپختہ کے انگلیوں کو گلے کی طرف سے داخل کر کے سامنے کی طرف نکالنے۔ پھر پہلے سیدھا ہاتھ انگلیوں کے سرے سے دھونا شروع کر کے کہنیوں سمیت تین بار دھوئے۔ اسی طرح پھر اٹلہا ہاتھ دھو لجئے۔ دونوں ہاتھ آدھے بازو تک دھونا مستحب ہے۔ اکثر لوگ چکو میں پانی لیکر ٹپخ سے تین بار چھوڑ دیتے ہیں کہنی تک بہتا چلا جاتا ہے اس طرح کرنے سے کہنی اور کلائی کی کروٹوں پر پانی نہ پہنچنے کا ندیشہ ہے لہذا بیان کردہ طریقے پر ہاتھ دھوئے۔ اب چکو بھر کر کہنی تک پانی بہانے کی حاجت نہیں بلکہ (بعنیر اجازت صحیحہ ایسا کرنا) یہ پانی کا اسراف ہے۔ اب (ٹل بند کر کے) سر کا ماسح اس طرح ٹپختہ کے دونوں آگوٹھوں اور کمکی انگلیوں کو چھوڑ کر دونوں ہاتھ کی تین تین انگلیوں کے سرے ایک دوسرے سے ملا لجئے اور پیشانی کے بال یا کھال پر کھٹک ٹپختہ ہوئے گذی تک اس طرح لے جائیں کہ ہتھیلیاں سر سے بداریں، پھر گذی سے ہتھیلیاں ٹپختہ ہوئے پیشانی تک لے آئیں (سر کا ماسح کا ایک طریقہ یہ بھی تحریر ہے اس میں بالخصوص خواتین کیلئے زیادہ آسانی ہے پُنچا چوچ لکھا ہے: مج سر میں اداے سنت کو یہ بھی کافی ہے کہ انگلیاں سر کے الگ حصے پر کھے اور ہتھیلیاں سر کی کروٹوں پر اور ہاتھ جما کر گذی تک ٹپختا لے جاتے۔ کلمے کی انگلیاں اور آنکوٹھے اس دوران سر پر ملا لکل مس نہیں ہونے چاہئیں، پھر کلمے کی انگلیوں سے کاٹوں کی اندر ورنی سطح کا اور آنکوٹھوں سے کاٹوں کی باہری سطح کا ماسح ٹپختہ اور چھمنگلیاں (یعنی چھوٹی انگلیاں) کاٹوں کے سوراخوں میں داخل ٹپختہ اور انگلیوں کی پُشت سے گردن کے پچھلے حصے کا ماسح ٹپختے بعض لوگ لگے کا اور دھلے ہوئے باٹھوں کی کہنیوں اور کلائیوں کا ماسح کرتے ہیں یہ سنت نہیں ہے۔ سر کا ماسح کرنے سے قبل ٹوٹی اچھی طرح بند کرنے کی عادت بنا لجئے ملا وجہل گھٹلا چھوڑ دینا یا آدھورا بند کرنا کہ پانی ٹپک کر خالع ہوتا رہے اسراف و گناہ ہے۔ پہلے سیدھا چھر اٹل پاؤں ہر بار انگلیوں سے شروع کر کے ٹخنوں کے اوپر تک بلکہ مستحب ہے کہ آدھی پہنڈلی تک تین تین بار دھو لجئے۔ دونوں پاؤں کی

آنکھیوں کا خال کرنا سنت ہے۔ (خال کے ذور ان نل بندر کھتے) اس کا مختب طریقہ یہ ہے کہ آٹھ باتوں کی چمنگلیا کاغذ شروع کر کے آنکوٹھے پر ختم کیجئے اور آٹھ بی ہاتھ کی چمنگلیا سے آٹھ باتوں کے آنکوٹھے سے شروع کر کے چمنگلیا پر ختم کر لیجئے۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہر عضو دھوتے وقت یہ امید کرتا ہے کہ میرے اس عضو کے گناہ نکل رہے ہیں۔ (ایجاد اعلوٰ مرح اص ۱۸۳)

حضرت عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک سلسلہ کلام میں) فرمایا جو کوئی تم میں سے وضو کرے (اور پورے آداب کے ساتھ خوب اپچھی طرح) اور مکمل وضو کرے، پھر وضو کے بعد کہے "أشهدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ" تو لازمی طور پر اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جائیں گے وہ جس دروازے سے بھی چاہے کا جنت میں جاسکے گا۔ (صحیح مسلم)

وضو کرنے سے بظاہر صرف اعضاء وضو کی صفائی ہوتی ہے اس لئے مومن بندہ وضو کرنے کے بعد محبوس کرتا ہے کہ میں نے حکم کی تعمیل میں اعضاء وضو و حولے اور ظاہری طہارت اور صفائی کر لیکن اصل گستاخی تو ایمان کی کمزوری، اخلاص کی کمی اور اعمال کی خرابی کی گندگی ہے، اس احساس کے تحت وہ کلمہ شہادت پڑھ کے ایمان کی تجدید اور اللہ تعالیٰ کی خاص بندگی اور رسول اللہ ﷺ کی پوری پیری و کا گویا نئے سرے سے عہد کرتا ہے، اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی کامل مغفرت کا فیصلہ ہو جاتا ہے اور جیسا کہ حدیث میں فرمایا گیا ہے اس کے لئے جنت کے سارے دروازے کھل جاتے ہیں۔ امام مسلم ہی نے ایک دوسری روایت میں اسی موقع پر کلمہ شہادت کے یہ الفاظ بھی نقل کئے ہیں "أشهدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ" نیز اسی حدیث کی ترمذی کی روایت میں اس کلمہ شہادت کے بعد "اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَابِينَ، وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ" کا بھی اضافہ ہے۔

لہذا وضو کے بعد اس طرح دعا پڑھ لیجئے دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے گا
 أَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَابِينَ، وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ۔

آخر میں اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ ہمیں ہر وقت باوضور ہنے اور اس کے فضائل و فوائد حاصل کرنے کی اللہ تبارک و تعالیٰ توفیق عطا فرمائے آمین۔

مستحبات و ضواور مکروہات و ضوا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعِجِّبُهُ الْتَّيْمَةُ فِي تَنَعُّلِهِ وَتَرْجُلِهِ وَظُهُورِهِ وَفِي شَأْنِهِ كُلِّهِ. (صحیح البخاری-وضو کا بیان-حدیث نمبر 168)

باب: وضو اور غسل میں داہنی جانب سے ابتداء کرنا ضروری ہے۔

ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جوتا پہننے، کھنگی کرنے،

وضو کرنے اور اپنے ہر کام میں داہنی طرف سے کام کی ابتداء کرنے کو پند فرمایا کرتے تھے۔

متحب: یہ وہ فعل ہے جس کا ثبوت بھی ظنی ہو اور اس کی دلیل بھی ظنی ہو شریعت اسلامی کی اصلاح میں متحب وہ ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یا آپ کے صحابہ نے کیا ہو یا اس کو اچھا خیال کیا ہو یا تابعین نے اس کو اچھا سمجھا ہو۔ لیکن اس کو ہمیشہ یا اکثر نہ کیا ہو بلکہ بھی کیا اور بھی زک کیا ہو۔ اس کا کرنا ثواب ہے اور نہ کرنا گناہ نہیں۔ اس کو سنت زائدہ یا عادی یا سنت غیر مؤکدہ بھی کہتے ہیں اور فقہا کے نزد یہ نفل بھی کہتے ہیں۔ بعض نے سنت غیر مؤکدہ اور متحب کو الگ الگ بیان کیا ہے۔ یعنی ہر وہ کام جو شریعت کی نظر میں پند کئے جاتے ہیں اور انکے کرنے میں ثواب بھی ہوتا ہے لیکن اگر چھوٹ بھی جائیں تو اس پر کوئی عذاب نہیں ہے۔ اور یہ بھی ملموظ رہے کہ متحب کام کو لازم نہیں کر لینا چاہیے اور جو متحب کام کو نہ کرے اس کو ملامت نہیں کرنی چاہیے کیونکہ متحب کام کو لازم کر لینا اور اس کے ترک پر ملامت کرنا اس متحب کو واجب بنادیتا ہے اور یہ رسول اللہ ﷺ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شریعت کو بدلتا ہے اور احادیث فی الدین ہے۔ بہت سے متحبات پہلے ذکر ہو چکے، وضو کے کچھ متحبات یہ ہیں۔

داہنی طرف سے شروعات کریں۔ لیکن پورے چیرے یعنی دونوں رخسار ایک ساتھ ہی دھوئیں۔ ایسے ہی دونوں کا مسح ساتھ ہی ساتھ ہو گا۔ اگر کسی کے ایک ہی ساتھ ہو تو موخر دھونے اور مسح کرنے میں داہنے طرف کو پہلے دھوئیں۔ انگلیوں کی پشت یعنی پیچے کی طرف سے گردن کا مسح کرنا۔ وضو کرتے وقت کعب کو رخ کر کے اوپنجی جگہ بیٹھنا۔ وضو کا پانی پاک جگہ گرانا۔ پانی بھاتے وقت اعضا پر ساتھ پھیرنا اور پہلے تیل کی طرح پانی

چُپڑ لینا خاص کر جائیں۔ وضو کے لئے پانی اپنے ہاتھ سے بھرنا۔ دوسرا وقت کے لیے پانی بھس کر کر کھوڑنا۔ وضو کرنے میں بغیر ضرورت دوسرے سے مدد نہ لینا۔ انگوٹھی پہنی ہو تو آسے ہلا ناچا ہے ڈھینی ہی کیوں نہ ہو کہ اس کے نیچے پانی پہ جانا معلوم ہو، اگر تنگ ہو تو پھر اس کو حرکت دینا اور ہلا نافرمان ہو گا۔ کوئی عذر نہ ہو تو وقت سے پہلے وضو کر لیتا۔ اطمینان سے وضو کرنا۔ عوام میں جو مشہور ہے کہ وضو جو ان کا سماں نماز بوزھوں کی سی یعنی وضو جلد کریں ایسی جلدی نہیں ہونی چاہیے جس سے کوئی سنت یا متحب ترک ہو۔ پھر وہ کوپسکتی ہوئی پانی کی بوندوں سے بچانا۔ کافوں کا مسح کرتے وقت بھی چھپلیا یعنی شہادت والی انگلی کو کافوں کے سوراخ میں داخل کرنا۔ ٹخنوں، ایڑیوں، ہلوؤں، گھنیوں یعنی تمام اعضا سے وضو کا خاص طور پر خیال رکھنا متحب ہے اور بے خیال کرنے والوں کو تو فرض ہے کہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جلدی میں کچھ جگہیں خشک رہ جاتی ہیں یہ تجہیں ان کی بے خیالی کا ہے۔ ایسی بے خیالی حرام ہے اور خیال رکھنا فرض۔ یہ بھی متحب ہے کہ وضو کا برتن مٹی کا ہو، تابنے وغیرہ کا ہو تو بھی حرج نہیں مگر قسمی کیا ہوا۔ اگر وضو کا برتن لوٹے کی قسم سے ہو تو بائیں جانب رکھے اور مٹت کی قسم سے ہو تو داہنی طرف لوٹے میں ہتھہ لگا ہو تو ہتھے کو تین بار دھولیں۔ اور ہاتھ اس کے ہتھ پر رکھیں اس کے موخ پر نہ رکھیں۔ داہنے ہاتھ سے لگی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا۔ بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا اور بائیں ہاتھ کی چھنگلیا کاک میں ڈالنا۔ پاؤں کو بائیں ہاتھ سے دھونا۔ موخ دھونے میں ماتھے کے سرے پر ایسا پھیلا کر پانی ڈالنا کہ اوپر کا بھی کچھ حصہ دھل جائے۔ اور بہت سے لوگ ایسے کیا کرتے ہیں کہ ناک یا آنکھ یا بھوؤں پر چلپو ڈال کر سارے موخ پر ہاتھ پھیر لیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ موخ دھل گیا حالانکہ پانی کا اوپر چڑھنا کوئی معنی نہیں رکھتا اس طرح دھونے میں موخ نہیں میں دھلتا۔ اور وضو نہیں ہوتا۔ دونوں ہاتھ سے موخ دھونا۔ ہاتھ پاؤں دھونے میں انگلیوں سے شروع کرنا۔

چہرے اور ہاتھ پاؤں کی بنتی بلگہ پر پانی بھانا فرض ہے اس کے آس۔ پاس میں کچھ بلگہ بڑھا کر دھونا مثلاً بازو و کوٹھنیوں سے آگے نصف بازو تک اور پاؤں نصف پنڈلی تک دھونا۔

سر کے مسح میں متحب طریقہ یہ ہے کہ انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کے علاوہ ایک ہاتھ کی باقی تین انگلیوں کا سرا، دوسرے ہاتھ کی تینوں انگلیوں کے سرے سے ملائیں اور پیشانی کے بال یا کھال پر رکھ کر گذی تک اس طرح لے جائے کہ ہتھیلیاں سر سے الگ رہیں وہاں سے پیشیلیوں سے مسح کرتے ہوئے واپس لائیں اور شہادت کی انگلی کے پیٹ سے کان کے اندر وہی حصہ کا مسح کریں اور انگوٹھے کے پیٹ سے کان کی

باہری طرف کے حصہ کا اور انگلیوں کی پیشت سے گردن کا مسح کریں۔

ہر عضو دھو کر اس پر ہاتھ پھیر دینا چاہیے کہ بوندیں بدن یا کپڑے پر نہ ٹپکیں، خصوصاً جب مسجد میں جانا ہو کہ قطروں کا مسجد میں ٹپکنا مکروہ تحریمی ہے۔

بہت بھاری برتن سے وضو نہ کرنے خصوصاً کمزور آدمی کہ پانی بے اختیالی سے گرے گا۔ زبان سے کہہ لینا کہ وشو کرتا ہوں ۔ یتم اللہ پڑھنا۔ درود شریف پڑھنا۔ بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر تھوڑا پی لے کہ شفائے امراض ہے۔ آسمان کی طرف موخر کر کے یہ پڑھیں: سُبْحَانَكَ اللَّهِمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ کلمہ شہادت اور سورۃ القدر یعنی إِنَّا آتَنَا لَنَا پڑھیں۔ اعضاے و ضویغیر ضرورت نہ پُوچھیں اور پوچھیں تو بے ضرورت خنک نہ کریں۔ کچھ بھی باقی رہنے دیں کہ قیامت کے دن نیکیوں کے ساتھ تو لی جائیگی۔ ہاتھ نہ چھٹکیں کہ شیطان کا پیکھا ہے۔ اگر مکروہ وقت نہ ہو تو درکعت نما نفل پڑھے اس کو تجیہۃ النوضو کہتے ہیں۔ مکروہ کی تعریف اور اس کا حکم

مکروہ، الغوی معنی کے اعتبار سے ناپسندیدہ کو کہتے ہیں۔ مکروہ اسلامی تعلیمات میں ایسے عمل کو کہا جاتا ہے کہ جسے انجام دینے سے ترک کرنا بہتر ہوتا ہے۔ اگر کوئی مکروہ کو انجام دے تو وہ گناہ کارنیں کہلاتا اور نہ ہتی سزا کا مُتْهِقٌ ہوتا ہے۔ اسلامی عبادات یا معاملات میں شارع کے نزدیک کسی چیز کا ناپسندیدہ ہونا یہ دونوں مکروہ میں شامل ہیں۔ مکروہ تحریکی کا حکم یہ ہے کہ اس سے اپنے آپ کو بچانا بہتر اور باعث اجر و ثواب ہے لیکن اگر اس کا ارتکاب ہو جائے تو گناہ کارنیں ہوتا ہے اور مکروہ تحریکی کا حکم یہ ہے کہ اس سے اپنے آپ کو بچانا افسوس اور نسروری ہے اور اس کا مرتب گناہ اور سزا کا مُتْهِقٌ ہوتا ہے۔

وضویں مکروہات

مکروہ چیزیں وہ ہوتی ہیں جو شریعت میں ناپسند ہیں جن سے ثواب میں کمی آجائی ہے اور کچھ جگہوں پر تو عبادت اسکی وجہ سے ناقص یا دھوری رہ جاتی ہے اور انکا کرنے والا گناہ کار ہو جاتا ہے انکا بہت دھیان رکھنا چاہیے۔ ہر سنت کا چھوڑنا مکروہ ہے ایسے ہی ہر مکروہ کا چھوڑنا سنت ہے۔

وضوی کی کچھ مکروہ باتیں یہ ہیں۔ (۱) عورت کے غسل یا وضو کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا۔ (۲) وضو کے لیے بخس جگہ بیٹھنا۔ (۳) بخس جگہ وضو کا پانی گرانا۔ (۴) مسجد کے اندر وضو کرنا۔ (۵) اعضاے وضو سے

لوٹے وغیرہ میں قدرہ پکانا۔ (۶) پانی میں رینٹھ یا کھنکارڈالنا۔ (۷) قبلہ کی طرف تھوک یا کھنکارڈالنا یا لگی کرنا۔ (۸) بے ضرورت دنیا کی بات کرنا۔ (۹) زیادہ پانی خرچ کرنا۔ (۱۰) اتنا کم خرچ کرنا کہ سنت ادا نہ ہو۔ (۱۱) مومن پر پانی مارنا۔ یا (۱۲) مومن پر پانی ڈالتے وقت پھونکنا۔ (۱۳) ایک ہاتھ سے مومن دھونا کہ رفاض و ہندو کا شعار ہے۔ (۱۴) گلے کامسح کرنا۔ (۱۵) بائیں ہاتھ سے لگی کرنا یا انک میں پانی ڈالنا۔ (۱۶) داہنے ہاتھ سے ناک صاف کرنا۔ (۱۷) اپنے لیے کوئی لوٹا وغیرہ خاص کر لینا۔ (۱۸) تین جدید پانیوں سے تین بار سر کا مسح کرنا۔ (۱۹) جس کھڑے سے استجھ کا پانی خشک کیا ہواں سے اعتناء سے وضو پوچھنا۔ (۲۰) دھوپ کے گرم پانی سے وضو کرنا۔ (۲۱) ہونٹ یا آنکھیں زور سے بند کرنا اور اگر کچھ سوکھا رہ جائے تو وضو ہی نہ ہو گا۔ ہر سنت کا ترک مکروہ ہے۔ یوئیں ہر مکروہ کا ترک سنت۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو شریعت کے ہر ہر حکم کی تابعداری کی توفیق نصیب فرمائے، آمین بجاہ حرمت
لنی الامی الکریم۔

عمر شاheed Library
Umar Shaheed Library
www.umarllibrary.org

نیند سے وضو کا ٹوٹنا

عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْعَيْنُ وَكَاءُ اللَّهُ، فَمَنْ نَامَ فَلَيَتَوَضَّأْ.

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آنکھ سرین کا بندھن ہے، لہذا جو سو جائے وہ وضو کرے۔ (سنن ابن ماجہ- پاکی کا بیان- حدیث نمبر 477)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیند احادیث میں سے ہے، نیند کے ناقش وضو ہونے کا قطعی ثبوت ہے۔ البتہ نیندا اور انگوٹھ میں فرق ضرور پیش نظر کھانا چاہیے۔ بہر حال گزشتہ اس باقی میں ہم احادیث صحیحہ کی روشنی میں وضو کی شرائط فراپن سن اور اس کا طریقہ سن چکے ہیں۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ آپ کو وہ اشیاء اور حالتیں بھی علم ہوں جن سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تاکہ ایسا نہ ہو کہ وضو ٹوٹ جانے کے باوجود ہم الاعلیٰ میں وضو قائم سمجھ کر عبادت کی ادائیگی میں مصروف رہیں جو صحیح اور مقبول نہ ہو۔

میرے مسلمان بھائیوں! کچھ چیزوں میں اور صورتیں ایسی میں جو وضو کے ٹوٹ جانے کا سبب بن جاتی ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک چیز یا صورت بھی پیش آجائے سے وضو قائم نہیں رہتا بلکہ جس کام کے لیے وضو کیا گیا تھا اس کی ادائیگی کے لیے نئے سرے سے وضو کرنا پڑتا ہے ان مفاسد کو ”وضو“ یا ”وضو ٹوٹنے والی چیزوں“ کہا جاتا ہے

جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے وہ دو قسم کی ہیں: 1۔ جو انسان کے جسم سے نکلیں۔ جیسے پیشاب، پاغانہ، رنگ وغیرہ۔ 2۔ جو انسان پر طاری ہوں، جیسے: نیہوشی، نیند وغیرہ پہلی قسم یعنی جسم انسانی سے نکلنے والی چیزوں کی بھی دو قسمیں ہیں: 1۔ جو پیشاب و پاغانہ کے راستے سے نکلے۔

2۔ وہ جو باقی جسم کے کسی مقام سے نکلے جیسے: ق، خون وغیرہ۔ ان دور استوں کے علاوہ جسم کے باقی حصہ

کسی مقام سے کچھ نکلنے کی یہ صورتیں ہیں کوئی ناپاک چیز نکلے اور جسم پر بینے لگے مثلاً خون، بچوڑے پھنسنی پیپ وغیرہ تو وضوؤٹ جاتا ہے خواہ تھوڑی سی ہے۔ اگر آنکھیں میں خون بکل کر آنکھیں ہی بہہ جائے اور باہر نہیں نکلا تو وضو نہیں ٹوٹا، کیوں کہ آنکھ کے اندر کا حصہ نہ وضو میں دھونا فرض ہے غسل میں، اور اگر باہر بکل کر بہہ گیا تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

قے میں اگر پت، خوں یا کھانا یا پانی منہ بھر کر نکلے تو وضوؤٹ جائے گا، اگر منہ بھر سے کم ہو تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔ (منہ بھرے قہ وہ ہے جو بغیر مشقت نہ رک سکے) اگر غالباً بلغم نکلے تو وضو نہیں ٹوٹے گا خواہ منہ بھر ہی ہو۔ منہ یاد انہوں سے خون تھوک کے ساتھ مل کر آئے تو اگر خون غالب یا برابر ہے تو وضو جاتا رہے گا اور کم ہے تو نہیں ٹوٹا۔ اگر زخم پر خون ظاہر ہو اور اس کو انگلی یا کپڑے سے پوچھ لیا پھر ظاہر ہوا پھر پوچھ لیا کی بار ایسا کیا اگر یہ سب دفعہ کا خون مل کر اتنا ہو جاتا ہے کہ بہ جائے تو وضوؤٹ گیا، ورنہ نہیں۔ اگر آنکھ نہ دھکتی ہو، نہ اس میں کھٹک ہوتی ہو اور محض نزلہ کی وجہ سے یا یوں ہی پانی بہے یا آنسو بکل آئے تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔ اگر جما ہو اخون م سور کے دانے کے برابر اکھ صاف کرتے وقت نکلے تو وضو باقی رہا۔

وضوؤٹ نے والی دوسری قسم کی چیزیں: یعنی جو انسان پر طاری ہوتی ہے اس کی یہ صورتیں ہیں: ۱- نیند: جس نیند کی وجہ سے انسان اپنے اعضاء پر قدرت برقرار رکھ سکے اس کی وجہ سے وضوؤٹ جاتا ہے، لہذا اگر کوئی شخص پہلو پر یا ایک کولہے پر یا یہرے کے بل یا چلتی لیٹ کر جو جائے یا کسی ایسی چیز سے ٹیک لگا کر جو جائے کہ اگر اس چیز کو بٹایا جائے تو وہ گر جائے تو اس کا وضوؤٹ جاتا ہے، اس میں وقت کی کوئی مقدار نہیں اگر تھوڑی دیر بھی آنکھ لگ جائے تو وضوؤٹ جاتا ہے۔ البتہ صرف اونچھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا لہذا اگر ایسی نیند آجائے جس سے انسان کا شعور باقی نہ رہے تو اس قسم کی نیند سے وضوؤٹ جاتا ہے جیسا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مردی حدیث میں اس امر کی صراحت موجود ہے۔

اگر بغیر سہارا لیے کھڑے یا بغیر سہارا الگتے بیٹھ کر جو جائے یا نماز کی کسی ہیئت پر جو مردوں کے لیے مسنون ہو مثلاً سجدہ یا تقدیمے میں مسنونہ ہیئت پر سو گیا تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔ اگر دونوں سرین پر بیٹھا ہے، گھٹنے کھڑے ہیں، ہاتھ پنڈلیوں پر لپٹے ہوئے ہیں اور سر گھٹنوں میں ہے تو اس حالت میں سونے سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ ۲- یہو شی: خواہ یہماری یا کسی اور وجہ سے ہو، مثلاً غشی، جنون، مرگی اور نشہ وغیرہ سے بے ہوشی ہو جائے تو وضو

ٹوٹ جاتا ہے، اگرچہ تھوڑی دیر ہی ہو، اس کی حد یہ ہے کہ اس کے پاؤں میں لغزش آ جائے۔ 3- نماز کے اندر قہقہہ مارنا: یعنی اس طرح کھلکھلا کر ہننا کہ اس کے برابر والے سن لیں، قہقہہ وضو اور نماز دونوں کو توڑتا ہے خواہ عمداً ہو یا سہو، اگر نماز کے باہر قہقہہ سے ہنسے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ مسئلہ۔ اگر کسی کے کوئی زخم ہوا اس میں سے کیڑا نکلے یا کان سے نکلایا زخم میں سے کچھ گوشت کٹ کے گرپڑا اور خون نہیں نکلا تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ مسئلہ۔ اگر کسی نے نکیر پھوٹی یا چوٹ لگی اور خون بکل آیا۔ یا پھوڑے پھنسی سے یا بدن بھر میں اور کہیں سے خون نکلایا پیپ نکلی تو وضو جاتا رہا۔ البتہ اگر زخم کے مند ہی پر رہے زخم کے مند سے آگے نہ ہو تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ اگر کسی کے سوئی چبھ گئی اور خون بکل آیا لیکن ویں ٹھہر ارہا ہے نہیں ہے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ اور جو ذرا بھی بہہ پڑا ہو تو وضو ٹوٹ گیا۔ مسئلہ۔ اگر کسی نے ناک سنگی اور اس میں بنجے ہوئے خون کی پھسلکیاں نکلیں تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ وضو جب ٹوٹتا ہے کہ پتلا خون نکلے اور بہ پڑے سو اگر کسی نے اپنی ناک میں انگلی ڈالی پھر اس کو نکلا تو انگلی میں خون کا دھمپہ معلوم ہوا لیکن وہ خون بس اتنا ہی ہے کہ انگلی میں توڑا سا لگ جاتا ہے لیکن بہتا نہیں تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ کسی کی آنکھ کے اندر کوئی دانہ وغیرہ تھا وہ ٹوٹ گیا۔ یا خود اس نے توڑ دیا اور اس کا پانی بہہ کر آنکھ میں تو پھیل گیا لیکن آنکھ سے باہر نہیں نکلا تو اس کا وضو نہیں ٹوٹا اور اگر آنکھ کے باہر پانی بکل کر پڑا تو وضو ٹوٹ گیا۔ اسی طرح اگر کان کے اندر دانہ ہو تو وضو ٹوٹ جائے تو جب تک خون پیپ سوراخ کے اندر اس جگہ تک رہے جہاں پانی پہنچانا غسل کرتے وقت فرض نہیں ہے تب تک وضو نہیں ٹوٹتا۔ اور جب ایسی بکھرے پر جائے جہاں پانی پہنچانا فرش ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ کسی نے اپنے پھوڑے یا چھالے کے اوپر کا چھلکا لوچ ڈالا اور اس کے تنچھے خون یا پیپ دکھائی دینے لگا لیکن وہ خون پھیپ اپنی بکھرے پر ٹھہر اہے کسی طرف بکل کے بہا نہیں تو وضو نہیں ٹوٹتا اور جو بہہ پڑا تو وضو ٹوٹ گیا۔ مسئلہ۔ کسی کے پھوڑے میں بڑا گھاٹا ہو گیا تو جب تک خون پھیپ اس گھاٹا کے سوراخ کے درمیان رہے اندر ہے باہر بکل کر بدن پر نہ آوے اس وقت تک وضو نہیں ٹوٹتا۔ مسئلہ۔ اگر پھوڑے پھنسی کا خون اپنے آپ سے نہیں نکلا بلکہ اس نے دبا کے نکلا گیا ہے تب بھی وضو ٹوٹ جائے کا جکہ وہ خون بہجاۓ۔ مسئلہ۔ کسی کے زخم سے ذرا خون رنے یعنی نکلنے کا اس نے اس پر مٹی ڈال دی یا کپڑے سے پوچھلیا۔ پھر ذرا سا نکلا پھر اس نے پوچھ ڈالا۔ اس طرح کسی دفعہ کیا کہ خون بہنسہ پایا تو دل میں سوچے یعنی اندازہ کرے اگر ایسا سمجھے کہ اگر پوچھانے جاتا تو بہہ پڑتا تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ اور اگر ایسا ہو کہ پوچھانے جاتا تب بھی نہ بہتا تو وضو نہ ٹوٹے گا۔ مسئلہ۔ کسی کے تھوک میں خون معلوم ہوا تو اگر تھوک میں خون بہت کم ہے اور تھوک کارنگ

سفیدی یا زردی مائل ہے تو وضو نہیں کیا اور اگر خون زیاد ہے ایسا بھر ہے اور نگ سرخی مائل ہے تو وضو ٹوٹ گیا۔ مسئلہ۔ اگر دانت سے کوئی چیز کاٹی اور اس چیز پر خون کا دھبہ معلوم ہو ایسا نت میں خلال کیا اور خلال میں خون کی سرخی دکھائی دی لیکن تھوک میں بالکل خون کا نگ معلوم نہیں ہوتا تو وضو نہیں کوئی مسئلہ کسی نے جو نک لگوائی اور جو نک میں اتنا خون بھر گیا کہ اگر پیچ سے کاٹ دو تو خون بھپڑے تو وضو جاتا رہا اور جو اتنا نپیا ہو بلکہ بہت کم پیا ہو تو وضو نہیں کوئی مسئلہ اور اگر مجھر یا مکھی یا کھمل نے خون پیا تو وضو نہیں کوئی مسئلہ کسی کے کان میں درد ہوتا ہے اور پانی نکلا کرتا ہے تو یہ پانی جو کان سے بہتا ہے نجس ہے اگرچہ کچھ بھوڑایا پھنسی نہ معلوم ہوتی ہو۔ پس اس کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جائے گا جب کان کے سوراخ سے کلک کر اس جگہ تک جائے جس کا دھونا غسل کرتے وقت فرش ہے۔ اسی طرح اگر ناف سے پانی نکلے اور درد بھی ہوتا ہو تو اس سے بھی وضو ٹوٹ جائے گا۔ ایسے ہی اگر آنکھیں دھقی ہوں اور حصتی ہوں تو پانی بننے اور آنسو نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اور اگر آنکھیں نہ دھقی ہوں نہ اس میں کچھ ٹھنڈک ہو تو آنسو نکلنے سے وضو نہیں کوئی مسئلہ۔ اگر چھاتی سے پانی نکلتا ہے اور درد بھی ہوتا ہے تو وہ بھی نجس ہے اس سے وضو جاتا رہے گا اور اگر درد نہیں ہے تو نجس نہیں ہے اور اس سے وضو بھی نہیں کوئی مسئلہ۔ وضو کے بعد انہیں کٹائے یا زخم کے اوپر کی مردار کھال نوچ ڈالی تو وضو میں کوئی نقصان نہیں میں آیا تو وضو کے دہرانے کی ضرورت ہے اور نہ اتنی جگہ کے پھر تر کرنے کا حکم ہے۔ مسئلہ۔ اگر وضو کرنا تو یاد ہے اور اس کے بعد وضو ٹوٹنا اچھی طرح یاد نہیں کیٹھا ہے یا نہیں تو اس کا دضوباتی سمجھ جائے گا۔ اسی سے نماز درست ہے لیکن وضو کر لینا ہتر ہے۔ مسئلہ۔ جس کو وضو کرنے میں شک ہوا کہ فلانا عضو ہو یا نہیں تو وہ عضو پھر دھولینا چاہیے اور اگر وضو کر چکنے کے بعد شک ہوا تو کچھ پروانہ کرے وضو ہو گیا۔ البتہ اگر تین ہو جائے کہ جگہ خشک رہ گئی ہو تو اس کو دھولے۔

مسئلہ۔ بے وضو قرآن مجید کا چھونا درست نہیں ہے بال اگر ایسے کھڑے سے چھوٹے جو بدن سے جب دا ہو تو درست ہے۔ دو پٹہ یا کرتے کے دامن سے جبکہ اس کو پہننے اور ٹھنڈھنے ہوئے ہو چھونا درست نہیں۔ بال اگر اتر اہوا ہو تو اس سے چھونا درست ہے۔ اور زبانی پڑھنا درست ہے اور اگر کلام مجید کھلا ہوار کھا ہے اور اس کو دیکھ دیکھ کر پڑھ لیکن ہاتھ نہیں لگایا یہ بھی درست ہے۔ اسی طرح بے وضو ایسے تعویذ اور ایسی تشریی کا چھونا بھی درست نہیں ہے جس میں قرآن کی آیت لکھی ہو خوب یاد رکھو۔ یہ چند مسائل میں باقی جو صورت حال پیش آئے اسے مقامی دار الافتاء اور مستند مقیمان کرام سے معلوم کر لیا جائے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو شریعت کے ہر ہر حکم کی تابعداری کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔ بجاہ حرمتہ النبی الاعلیٰ انکریم۔

تیم کا حکم اور اس کے فرائض

عَنْ أَبِي ذِئْرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ الصَّفَرَ عِيدَ الظَّبَابِ، وَضُوءُ الْمُسْلِمِ، وَإِنَّ لَهُ يَجِدُ الْمَاءَ عَشَرَ سِنِينَ، فَإِذَا وَجَدَهُ فَلِيُمْسَهُ بَشَرًّا، فَإِنَّ ذَلِكَ هُوَ خَيْرٌ".

سیدنا حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پاک مٹی مسلمان کا سامان طہارت ہے اگرچہ دس سال تک پانی نہ ملنے پس جب پانی پاؤے تو چاہئے کہ اس کو بدن پر ڈالے، یعنی اس سے وضو یا غسل کر لے، بیوں کہ یہ بہت اچھا ہے۔ (مسند احمد، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر برسہ باریں تک ایک آدمی وضو یا غسل کے لئے پانی نہ پائے تو تیسم اس کے لئے برابر کافی ہوتا رہے گا۔ البتہ جب پانی میسر ہو جائے گا تو غسل یا وضواس کے لئے ضروری ہو جائے گا۔ قریب قریب سارے ائمہ امت اس پر متفق ہیں کہ جس شخص پر غسل واجب ہو اور پانی نہ ملنے کی وجہ سے یا یہماری کی مجبوری سے اس نے بجائے غسل کے تیم کیا ہو، تو اس کو جب پانی مل جائے گا یہماری کا غدر ختم ہو جائے گا تو غسل کرنا اس پر واجب ہو گا تیم بسا اوقات آدمی ایسی حالت اور کسی ایسی یہماری میں مبتلا ہوتا رہے کہ غسل یا وضو کرنا اس کے لئے مضر ہوتا رہے، اسی طرح کبھی آدمی ایسی جگہ ہوتا رہے کہ غسل یا وضو کے لیے وہاں پانی ہی میسر نہیں ہوتا۔ ان حالات میں اگر بلا وضو یوں ہی نماز پڑھنے کی اجازت دے دی جاتی، تو اس کا ایک نقصان تو یہ ہوتا کہ ان اتفاقات سے طبیعتیں ترک طہارت کی عادی بنتیں اور دوسرا اس سے بڑا ضرر یہ ہوتا کہ غسل اور وضو کی پابندی سے اللہ تعالیٰ کے دربار کی حاضری کا جواہت نامحوس ہوتا رہے اور اس کی وجہ سے اس حاضری کی عظمت اور اس کے تقدس کا جو صور ذہم پر چھالیا ہو رہتا رہے وہ مجروح ہوتا، اس لئے اللہ تعالیٰ کی حکمت نے مجبوری کے ایسے حالات میں تیم کو غسل اور وضو کا قائم مقام بنادیا ہے، اب غسل اور وضو سے مجبور ہونے کے حالات میں جب آدمی نماز کے لئے تیم کا اہتمام کرے گا تو اس کی عادت اور اس کے ذہن پر ان شاء اللہ اس طرح کا کوئی غلط اثر نہیں پڑے گا۔

اسی لئے اگر پانی موجود نہ ہو یا کسی شرعی غدر کی بنا پر پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہو تو شریعت مطہرہ نے پانی کے لیے قیم کا طریقہ تجویز فرمایا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

فَلَمْ تِجِدُوا مَاءً فَتَبَيَّنَا صَعِيدًا طَيْبًا فَأَمْسَحُوا بِهِ كُمْ وَآيْدِيْكُمْ مِنْهُ الْمَاءَ (6: 6)

مفہوم آیت: تم کو پانی نہ ملے تو تم پاک زمین سے قیم کر لیا کرو یعنی اپنے چہروں اور ہاتھوں پر ہاتھ اس زمین (کی جنس) پر سے (مار کر) پھیر لیا کرو۔

اس فرمان الٰہی سے قیم کی اہمیت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے یعنی اگر پانی کی بہت کمی ہو اور یہ اندیشہ پیدا ہو جائے کہ اگر یہ خرچ ہو گیا تو پیاس بھانے کے لیے پانی نہیں ملے گا یا اس کے استعمال سے یہاں ہو جانے یا یہاں بڑھ جانے کا اندیشہ ہو تو شریعت نے غسل اوروضو کے بجائے قیم کرنے کی اباحت دی ہے۔

یا اپنے بندوں پر اللہ کریم کا احسان عظیم ہے۔ مٹی اور پتھر سے قیم کرنے کے حکم میں رب العزت کی بڑی حکمتیں موجود ہیں۔ انسان کی تخلیق بھی پانی اور مٹی سے ہوئی ہے، اسی مٹی میں انسان کو جانا ہے۔ مٹی کو انسان ہر جگہ پاسکتا ہے۔ مٹی کو ہاتھ لگا کر منہ پر پھیرنے میں عاجزی اور غاساری بھی پانی جاتی ہے۔

پاک مٹی، مٹی کے کچے یا پکے برتن جن پر رونن دلا ہو، ریت چونا، پتھر، ملتانی مٹی، مٹی کی کچی پکی ایٹیں چونے یا ایٹیوں کی دیوار پر قیم جائز ہے۔ دھات کی اقسام لکڑی، لوہا، سونا، چاندی، غلے کی اقسام شیشہ، گندم، جو، راکھ وغیرہ یعنی جو اشیاء آگ میں پکھل جائیں اور اپنی جیثیت تبدیل کر لیں، ان پر قیم جائز نہیں۔

قیم کے تین فرائض ہیں: ☆ پہلا فرض یہ ہے کہ یہ نیت کریں کہ میں ناپاکی دور کرنے اور نماز پڑھنے کے لیے قیم کر رہا ہوں یا کر رہی ہوں۔ ☆ دوسرا فرض یہ ہے کہ دونوں ہاتھ مٹی یا پتھر وغیرہ پر ماریں (زیادہ مٹی لگ جائے تو منہ سے پھونک مار کر چھاڑ لیں) اور پھر دونوں ہاتھوں کو منہ پر اس طرح پھیر لیں کہ بال بر جگہ بھی چھٹ یعنی رہ نہ جائے۔ ☆ تیسرا فرض یہ ہے کہ دونوں ہاتھ مٹی پر ماریں اور انہیں جھاڑ کر پہلے دائیں ہاتھ پر کہنی تک اور پھر بائیں ہاتھ پر کہنی تک دوسرا ہاتھ اسی طرح پھیر لیں کہ پورے ہاتھ کا مسح ہو جائے۔ اس کے ساتھ ہی انگلیوں کا خلال کریں، تاکہ دونوں ہاتھوں کا کوئی بھی حصہ رہ نہ جائے۔ اگر انگلی یا انگلیوں میں انگوٹھی پہننے ہوئے ہوں تو اس کا اتنا رنا یا بلانا بھی ضروری ہے جیسے وضو میں ضروری ہے۔

فرض نماز کی نیت سے قیم کیا ہو تو سنت و نوافل ادا کرنا، نماز جنازہ پڑھنا اور قرآن پاک کی تلاوت کرنا

جاز ہے، لیکن قرآن مجید کی تلاوت یا اذان وغیرہ جیسے امور کے لیے تمہیم کیا ہو تو نماز ادا کرنے کے لیے دوسرا تیم کرنا ہوگا۔ جن چیزوں سے وضو ٹھانہ ہے ان سے تیم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ اس کے علاوہ جس غدر کے سبب تیم کی اجازت تھی، جب وہ غدر جاتا رہے یا ختم ہو جائے تو اس کے بعد تیم ٹوٹ جاتا ہے۔

جب آدمی تیم کرنے کا ارادہ کرے تو اول نیت کرے کہ میں ناپاکی دور کرنے اور نماز پڑھنے کے لیے تیم کرتا ہوں پھر دونوں ہاتھ پاک مٹی پر مار کر انھیں جھاڑ دے زیادہ مٹی لگ جائے تو منہ سے پھونک دے اور دونوں ہاتھوں کو منہ پر اس طرح پھیرے کہ کوئی بگہ باقی نہ رہے ایک بال بر ابر جگہ چھوٹ جائے گی تو تیم جائز ہو گا پھر دوسری مرتبہ ہاتھ مٹی پر مارے اور انھیں جھاڑ کر پہلے بائیں ہاتھ کی چار انگلیاں سیدھے ہاتھ کی انگلیوں کے سروں کے پیچ کر کھینختے ہوئے کہنی تک لے جائے پھر بائیں ہاتھ کی ہتھیلی سیدھے ہاتھ کے اوپر کی طرف کہنی سے انگلیوں کی طرف کھینختے ہوئے لائے اور بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے اندر کی جانب کو سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے کی پشت پر پھیرے پھر اسی طرح سیدھے ہاتھ کو بائیں پر پھیرے پھر انگلیوں کا خال کرے اور مرد کے لیے داڑھی کا خال کرنا بھی مسنون ہے۔

مثال کے طور پر پانی کی کمی یا عدم دست یابی کے سبب تیم کیا تھا اور بعد میں پانی مل گیا تو اب پانی سے وضو کرنا ہوگا۔ تیم خود ختم ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر کسی بیماری کے سبب تیم کیا تھا اور وہ بیماری دور ہو گئی تو تیم جاتا رہا۔ ایک تیم سے کمی نماز میں ادا کی جاسکتی ہیں۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ جب تک تیم رہے، نماز میں وغیرہ سب کچھ ادا ہو سکتی ہیں۔

اگر اس بات کا اندریشہ ہو کہ وضو کرتے کرتے نماز عید یا جائزے کی نماز ختم ہو جائے گی تو نماز سے خروم رہ جانے کے بجائے تیم کر لینا جائز ہے (شای) اگر کپڑا بھی ناپاک ہو اور وضو کی ضرورت بھی ہو لیکن پانی تھوڑا ہو تو پانی سے کپڑا پاک کرے اور وضو کی جگہ تیم کر لے۔

ایک اور مقام پر باری تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے: "اللَّهُمَّ پَكْبَرِي طَرْحَتِي نَبْلَى كُنْتَ نَعْلَمْ كَمْ چَاهَتْنَا بَلَكَمْ چَاهَتْنَا بَهْ كَمْ مَهِيْنَ" (سورۃ المائدہ)

حضرت عمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہو کر اٹھے تو آپ ﷺ نے دلکھا ایک شخص ایک طرف عیمہ

کھڑے ہیں اور انہوں نے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی، آپ ﷺ نے فرمایا: اے فلاں! آپ کو کس چیز نے لوگوں کے ساتھ نماز ادا کرنے سے روکا؟ اس نے عرض کیا: مجھے جنابت (غسل کی حاجت) لاحق ہو گئی ہے اور پانی موجود نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم پاک مٹی سے تمم کرو، یہ آپ کے لیے کافی ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: مجھے جنابت لاحق ہو گئی ہے اور میں نے پانی نہیں پایا، (یعنی اب میں کیا کروں؟) حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا آپ کو یاد نہیں ہے کہ ہم ایک سفر میں ساتھ تھے، میں اور آپ، (اور ہم دونوں کو غسل کی حاجت ہوئی تو) جہاں تک آپ کی بات ہے، آپ نے نماز ادا نہیں کی تھی (کیوں کہ حکم ابھی معلوم نہیں تھا کہ غسل جنابت کے لیے پانی نہ ہوتا وضو والا تمم کافی ہوا کا؟) اور جہاں تک میری (عمرانی) بات ہے تو میں نے مٹی میں لوٹ پوٹ ہو کر (یعنی یہ سمجھ کر کہ غسل جنابت کی جگہ تمم کا طریقہ یہی ہوا کہ پورے جسم پر مٹی لگائی جائے) نماز ادا کر لی تھی، پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: آپ کے لیے اتنا ہی کافی تھا اور (یہ ارشاد فرمادیا کہ) رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں پاٹھر میں پر مار کر ان میں پھونکا، پھر انہیں اپنے چہرہ مبارک پر پھیرا، پھر دونوں پاٹھروں پر پھیرا۔ (بخاری و مسلم)

یہ بات ملحوظ رہے کہ اگر کوئی شخص یمار ہو اور غسل کرنے کے باعث جان جبانے، یا کسی عضو کے تلف ہونے یا مرض کے بڑھ جانے کا خوف ہو تو ایسی صورت میں تمم کرنے کی اجازت ہو گئی، لیکن اگر یماری نہ ہو اور یماری کا مخصوص اندیشہ ہو یا یاپانی گرم کرنے کا انتظام ہو یا غسل کے بعد میرد وغیرہ کا انتظام ہو، تو اس صورت میں تمم کی اجازت نہ ہو گی۔ یا ایسی یماری ہو کہ وضو یا غسل سے اس کے زیادہ ہونے یاد ہر میں اچھا ہونے کا صحیح اندیشہ ہو خواہ یوں کہ اس نے خود آرمایا ہو کہ جب وضو یا غسل کرتا ہے تو یماری بڑھتی ہے یا یوں کہ کسی مسلمان اتھے لائن جگہ میں یا ڈاکٹر نے جو ظاہر آفاسن نہ ہو کہ دیا ہو کہ پانی نقصان کر لیا۔ مخصوص خیال ہی خیال یماری بڑھنے کا ہوتا تمم جائز نہیں۔ اسی طرح غیر مسلم یا فاقہ یا معمولی طبیب یا ڈاکٹر کے کہنے کا اعتبار نہیں۔

خدا نے بزرگ و برتر ہمیں دین اسلام کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین

غسل جنابت کاظریقہ اور اس کے آداب

**عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ
جَنَابَةً، فَاغْسِلُوا الشَّعْرَ، وَأَنْقُوا الْبَشَرَةَ» (رواہ ابو داؤد والترمذی وابن ماجہ)**

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جسم کے ہر بال کے نیچے جنابت کا اثر ہوتا ہے، اس لئے غسل جنابت میں بالوں کو اچھی طرح دھونا چاہئے۔ (تاکہ جسم انسانی کا وہ حصہ بھی جو بالوں سے چھپا رہتا ہے، پاک صاف ہو جائے) اور جلد کا جو حصہ ظاہر ہے (جس پر بال نہیں ہیں) اس کی بھی اچھی طرح صفائی دھلانی کرنی چاہئے۔ (سنن ابن داؤد، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

اس سے پہلے اباق میں حدث اصغر، یعنی وضو کے مسائل اور وضو کو توڑنے والی اشیاء اور صورتوں کا مطالعہ کیا گیا۔ اب ہم حدث اکبر، یعنی غسل جنابت سے متعلق احکام طہارت بیان کرتے ہیں، اس میں تمام بدن پر مخصوص طریقے کے ساتھ پانی استعمال کیا جاتا ہے، واضح ہے، غسل جنابت فرض ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهِرُوا"

"اور اگر تم بنی ہوتوا اچھی طرح طہارت حاصل کرلو۔"

کسی مسلمان کو درج ذیل پچھیزوں میں سے کوئی ایک بھی پیش آجائے تو اس پر غسل فرض ہو جاتا ہے۔

(۱) منی کا انکنامہ دھو یا عورت، اس کی شرمگاہ سے منی کا انکنا اور جب غسل ہے جس کی دو صورتیں ہیں۔ پہلی صورت یہ ہے کہ حالت بیداری میں منی کا خروج ہو اور دوسرا یہ ہے کہ حالت نیند میں ایسا ہو جائے۔ اگر بیداری کی حالت میں منی بکل بھی تو غسل کرنے کے لیے لذت کا حصول شرط ہے۔ اگر لذت حاصل ہوئے بغیر ایسا ہوا تو اس پر غسل فرض نہ ہو کا کیونکہ بیماری کی وجہ سے ایسا ہو سکتا ہے۔ اگر حالت نیند میں منی کا خروج ہوا تو وہ "احتلام" ہے، ایسے شخص پر غسل فرض ہو گیا کیونکہ اس صورت میں مبتلا شخص کو لذت یا عدم لذت کا شعور نہ ہیں۔ سو کراٹھنے والا شخص اگر منی کے اثرات دیکھے تو اس پر غسل فرض ہے۔ اگر اسے احتلام کا احساس ہو اسکن منی نکلی

اور نہ اس کے اثرات نظر آئے تو اس شخص پر غسل فرض نہ ہو گا۔

(2) جماع کرنا۔ اگر جماع کی صورت میں مرد کا آکہ تقابل عورت کی شرمگاہ میں داخل ہو گیا تو دونوں پر غسل فرض ہو جاتا ہے، مگنی کا انزال ہو یا نہ ہو۔ حدیث میں ہے، بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب کوئی مرد بیوی کے قریب جائے اور مرد کی شرمگاہ عورت کی شرمگاہ سے مل جائے تو ان پر غسل فرض ہو گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب دو شرمگاہیں آپس میں مل جائیں اور حشفہ (مرد کی شرمگاہ کا اوپری حصہ) چھپ جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ (مسند احمد، ابن ماجہ) ۲۶۰ھ میں پیدا ہوئے امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کی کتاب (المجمع الاوسط) میں حدیث کے الفاظ اس طرح ذکر فرمائے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب دو شرمگاہیں آپس میں مل جائیں اور حشفہ (مرد کی شرمگاہ کا اوپری حصہ) چھپ جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے خواہ منی نکلے یا نہ لے۔ اس حدیث اور اہل علم کے اجماع کی بنا پر مرد و عورت دونوں پر غسل فرض ہے مگنی کا انزال ہو یا نہ ہو۔

(3) قبول اسلام۔ اہل علم کی ایک جماعت کے نزد یک کفر کو چھوڑ کر اترہ اسلام میں داخل ہونے والے شخص پر غسل فرض ہو جاتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض لوگوں کو (جنسوں نے اسلام قبول کیا) غسل کرنے کا حکم دیا تھا۔ جب کہ مجبور اہل علم کی رائے یہ ہے کہ ایسے شخص پر غسل منتخب ہے، فرض نہیں کیونکہ یہ منقول نہیں کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام قبول کرنے والے ہر شخص کو غسل کرنے کا حکم دیا تھا، اہمذ ان دلائل کی روشنی میں غسل کو احتجاب پر محمل کریں گے (والله اعلم)

(4) موت کا واقع ہونا۔ موت کی وجہ سے میت کو غسل دینا فرض ہے، البتہ میدان جنگ میں شہید ہونے والے کو غسل نہیں دیا جاتا۔

(5) حیض اور نفاس کے خون کا منقطع ہونا۔ جب حیض یا نفاس کے ایام ختم ہو جائیں تو اس عورت پر غسل فرض ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت سے کہا: جب تیرے حیض کے دن گزر جائیں تو غسل کرو نماز ادا کر۔ یعنی حیض والی عورتیں حیض ختم ہونے کے بعد غسل کر کے پاک ہو جائیں۔

غسل میں صرف تین چیزیں فرض ہیں: (1) اس طرح کلی کرنا کہ سارے منہ میں پانی پہنچ جائے۔ (2) ناک میں پانی ڈالنا، جہاں تک ناک نرم ہے۔ (3) سارے بدن پر پانی پہنچانا۔ منکورہ تین کام کر لینے سے غسل صحیح

ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ باقی چیزیں وضو وغیرہ سب سنت ہے۔ 2۔ غسل میں سارے منہ میں پانی پہنچانا ضروری ہے، غارہ کرنا واجب نہیں، بلکہ سنت ہے۔ 3۔ دانتوں میں اگر کوئی چیز پھنسی ہو جس کی وجہ سے اس جگہ تک پانی نہ پہنچ سکتے تو غسل سے پہلے اسے نکالنا بھی ضروری ہے۔ 4۔ بالوں میں تیل لگا ہو تو اس کے ساتھ بھی غسل ہو جائے گا، البتہ کریم اگر ایسی ہے جس کی تہہ چڑھے پر جمی ہوا رکھاں تک پانی پہنچنے میں وہ رکاوٹ ہو تو اس کا ہٹانا ضروری ہے ورنہ غسل نہیں ہو گا۔

غسل کا ممکن طریقہ یہ ہے کہ غسل کرتے وقت سب سے پہلے دل میں نیت کرے کہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے غسل کرتا ہوں، یا یوں نیت کرے کہ میں پاک ہو کر عبادت کرنے کے لیے غسل کرتا ہوں، پھر پہلے ہاتھ دھوئے اور استجا کرے، پھر بدن پر کسی جگہ نجاست لگی ہو، اُسے دھوڈا لے، پھر وضو کرے، پھر تمام بدن کو دھوڑا سا پانی ڈال کر ملے، پھر سارے بدن پر تین مرتبہ پانی بھاڑائے۔ بدن کا اگر ایک بال بھی خشک رہ جائے تو غسل نہیں ہو گا اور آدمی بدستورنا پاک رہے گا۔ ناک، کان کے سوراخوں میں پانی پہنچانا بھی فرض ہے، انکوٹھی چند اگر تک ہوں تو اس کو بلا کر اس کے نیچے پانی پہنچانا بھی لازم ہے، ورنہ غسل نہ ہو گا۔ بعض بہنیں ناخن پاش وغیرہ ایسی چیزیں استعمال کرتی ہیں جو بدن تک پانی پہنچنے نہیں دیتیں، غسل میں ان چیزوں کو آتا رک پانی پہنچانا ضروری ہے۔ بعض اوقات بے خیالی میں ناخنوں کے اندر آٹا گراہ جاتا ہے، اس کو نکالنا بھی ضروری ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب غسل جنابت فرماتے تھے تو سب سے پہلے اپنے دونوں ہاتھ دھوتے تھے، پھر باہمیں ہاتھ سے مقام استجا کو دھوتے اور داہمے ہاتھ سے اس پر پانی ڈالتے تھے، پھر وضو فرماتے تھے، اسی طرح جس طرح نماز کے لئے وضو فرمایا کرتے تھے، پھر پانی لیتے تھے اور بالوں کی جڑوں میں انگلیاں ڈال کر وہاں پانی پہنچاتے تھے، یہاں تک کہ جب آپ ﷺ سمجھتے تھے کہ آپ نے سب میں پوری طرح پانی پہنچالیا، تو دونوں ہاتھ بھر بھر کر تین دفعہ پانی اپنے سر کے اوپر ڈالتے تھے، اس کے بعد باقی سارے جسم پر پانی بھاڑاتے تھے، اس کے بعد دونوں پاؤں دھوتے تھے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

الغرض! پورے جسم پر پانی بھاڑانا اور جو چیزیں پانی کے بدن تک پہنچنے میں رکاوٹ ہیں ان کو ہٹانا ضروری ہے، ورنہ غسل نہیں ہو گا۔ عروتوں کے سر کے بال اگر گند ہے ہوتے ہوئے ہوں تو بالوں کو کھولوں کر ان کو ترکنا ضروری نہیں، بلکہ بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچالینا کافی ہے، لیکن اگر بال گند ہے ہوتے ہوئے ہوں (آج کل عموماً یہی ہوتا ہے) تو

سارے بالوں کو اچھی طرح ترکنا بھی ضروری ہے۔ اگر آپ شاور سے نہار ہے میں تب بھی اس کا اہتمام کر لیں تو بہتر ہے ورنہ کوئی حرج نہیں۔ اگر نہانے کا پانی غسل کی جگہ پر جمع ہو رہا ہے تو وضو کے ساتھ پیروں کو نہ دھوئیں بلکہ غسل سے فراغت کے بعد اس جگہ سے علیحدہ ہو کر دھوئیں۔ سنت کے مطابق مکمل غسل کر لینے کے بعد کسی شک کی گنجائش نہیں اور نہ ہی غسل دھرانے کی ضرورت ہے۔ غسل ہو جائے گا، دوبارہ شروع کرنے کی ضرورت نہیں۔

غسل جنابت کرنے والا مرد ہو یا عورت وہ بدن کے ہر حصے تک پانی کو پہنچائے اور اسے ترک کرنے کی پوری کوشش کرے۔ بالوں کی جزوں، بدن کی نظر مذہبی و ایمانی جزوں، جلت کے پیچے ناف کے اندر، بغلوں کے پیچے اور گھٹنیوں کے پیچے والے حصوں میں توجہ اور اہتمام سے پانی بھائے۔ گھروی یا انگوٹھی پہنی ہو تو اسے حرکت دے تاکہ پانی ان کے پیچے تک پہنچ جائے۔ اس طرح مکمل طور پر اہتمام سے غسل جنابت کرے کہ اس کے بدن میں ایسی جگہ مذہب جائے جہاں پانی نہ پہنچ سکا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ہر بال کے پیچے جنابت ہے لہذا بالوں کو دھوؤ اور اس پیچے جنم کو اچھی طرح صاف کرو۔ غسل کرنے والا پانی کے استعمال میں اسراف نہ کرے مسنون یہ ہے کہ پانی کا کم سے کم استعمال ہو اور غسل بھی مکمل ہو۔ ضرورت کے مطابق یہ پانی کا استعمال کریں۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پانی کی بہت کم مقدار سے غسل کر لیا کرتے تھے۔ یہ میں بھی چاہیے کہ آپ ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے کم از کم پانی کا استعمال کریں اور اسراف سے بچیں۔ اور غسل کرنے والا شخص پر دے کا اہتمام کرے۔ لوگوں کے سامنے نہ غسل نہ کرے۔ حدیث میں ہے: اللہ تعالیٰ حسنا والا ہے (عیب) چھپانے والا ہے۔ وہ حسنا اور پرده پوشی کو پسند کرتا ہے۔ جب کوئی غسل کرے تو (ایجھی طرح) پر دکھ کرے غسل جنابت بندتے اور اس کے رب کے درمیان اماں قول میں سے ایک امامت ہے لہذا ابnde اس کی محافظت کرے۔ اس کے احکام کا خیال رکھئے تاکہ وہ مسنون طریقے سے غسل ادا کر سکے۔ اگر اسے غسل کے احکام و مسائل کا علم نہ ہو تو کسی سے پوچھ لے اور اس بارے میں جھگڑ اور شرم محسوس نہ کرے ارشاد نبوی ہے: اللہ تعالیٰ حق بیان کرتے نہیں شرمناتا۔ جو حیا یعنی امور کے سیکھنے میں رکاوٹ ہے وہ حیا قابل مذمت ہے۔ شیطانی کمزوری ہے۔ شیطان ہرگز نہیں چاہتا کہ کوئی انسان اپنے دین میں کامل ہو اور اسے احکام دین کی معرفت ہو۔ طہارت کا مستہ ایک عظیم مسئلہ ہے۔ اس میں کوتاہی انتہائی خطرناک اور نقصان دہ ہے کیونکہ نماز دین کا اسلام کا ایک ستون ہے جس کا دار و مدار طہارت پر ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور سب مسلمانوں کو دینی بصیرت سے نوازے اور قول عمل میں اخلاص نصیب فرمائے۔

غسل جنابت کے مسائل

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ تَرَكَ مَوْضِعَ شَعْرَةٍ مِّنْ جَنَابَةِ لَمْ يَغْسِلْهَا فَعُلَّبَهَا كَذَا وَ كَذَا مِنَ الدَّمَارِ» قَالَ عَلِيٌّ: فَمَنْ ثَمَّ عَادِيَتُ رَأْسِي فَحُوَّنَ ثَمَّ عَادِيَتُ رَأْسِي ثَلَاثًا۔ (رواہ ابو داؤد و الحمد والدار می الا انہما ملمیکررا فَمَنْ ثَمَّ عَادِيَتُ رَأْسِي)

حضرت علی کرم اللہ و جہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے غسل جنابت میں ایک بال بھر گھی جگہ دھونے سے چھوڑ دی تو اس کو دوزخ کا ایسا ایسا عذاب دیا جائے گا۔ حدیث کے راوی حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے ارشاد ہی کی وجہ سے میں اپنے سر کے بالوں کا دشمن بن گیا۔ (یعنی میں نے معمول بنالیا، کہ جب ذرا بڑھے، میں نے ان کا اصفایا کر دیا) ابو داؤد کی روایت کے مطابق یہ حملہ آپ ﷺ نے تین دفعہ فرمایا۔ (سنن ابن داؤد، منhad، منداری)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غسل جنابت میں سارے جسم کا اس طرح دھویا جانا ضروری ہے کہ ایک بال بھر گھی دھونے سے باقی نہ رہ جائے۔ بعض شارعین نے لکھا ہے کہ غسل کی سہولت کی وجہ سے حضرت علیؓ مرتضیؓ نے سر کے بال صاف کرنے کا اپنا جو معمول بنالیا تھا اس سے معلوم ہوا کہ اس مقصد سے سر منڈانے کا طریقہ بھی جائز اور صحیح ہے۔ اگرچہ اولی سر پر بال رکھنے ہی کا طریقہ ہے، جیسا کہ خود رسول اللہ ﷺ کا اور باقی خلفاء راشدین کا معمول تھا۔

ہر عاقل بالغ مسلمان کو چاہیے کہ غسل جنابت کا طریقہ اور احکام یکھے اور اس کے مطابق عمل کرے۔ شریعت کی روئے غسل سے مراد ”پاک پانی کا تمام بدن پر شامل طریقے سے بھاٹاکے ہے۔“ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَأَطْهِرُوهُا۔ الہائدة: 6

”اور اگر تم حالتِ جنابت میں ہو تو (نہا کر) خوب پاک ہو جاؤ۔“

غسل کی تین اقسام ہیں: 1- غسل فرض: 2- غسل منون: 3- غسل منتخب۔ غسل فرض اور غسل منون کے اس سے پہلے سبق میں آداب و مسائل بیان ہو چکے ہیں، اور چند اور مسائل جو اکثر پیش آتے ہیں ان کا مطالعہ کرتے ہیں:

☆..... پرده کی جگہ کپڑے آثار کر غسل کرنا جائز ہے، اور اس صورت میں بیٹھ کر غسل کرنا زیادہ بہتر ہے، مرد اگر کھلے میدان میں ناف سے گھنٹوں تک کپڑا باندھ کر غسل کرے تو جائز ہے، اور ناف سے گھنٹوں تک ستر کھونا حرام ہے۔

اگر نیکر، جانکیہ پہن کر کپڑے کے نیچے پانی پہنچ جائے اور بدن کا پوشیدہ حصہ حل جائے تو غسل صحیح ہو گا، غسل میں وضو خود ہی ہو جاتا ہے، غسل کے بعد جب تک کم از کم دو رکعت نماز نہ پڑھ لی جائے یا کوئی دوسرا یا ایسی عبادت ادا نہ کر لی جائے جس میں وضو شرط ہے، دوبارہ وضو کرنا مکروہ ہے۔

☆..... اگر غسل کے دوران پیشاب آجائے تو اس سے صرف وضو ٹتا ہے، غسل دوبارہ کرنا ضروری نہیں ہے، لہذا پیشاب کرنے کے بعد جہاں سے غسل چھوڑ اٹھاوے ہیں سے کر سکتے ہیں، البتہ اس کے بعد نماز وغیرہ کی ادائیگی کے لیے مکمل وضو کرنا لازم ہو گا، اگر پیشاب کے بعد یقینہ غسل کے دوران اعضاء وضو مکمل حل جائیں تو الگ سے وضو نہیں کرنا ہو گا۔ اور اگر پیشاب کرنے کے بعد از سر غسل مکمل کیا جائے تو یہ متحب ہے۔

☆..... پیشاب کے دوران قطرے خارج ہونے نے غسل واجب نہیں ہوتا بعض لوگوں کو یہ بیماری ہوتی ہے کہ پیشاب سے پہلے یا بعد دودھ کی شکل کاملاً خارج ہوتا ہے، اس کو ”ودی“ کہتے ہیں اور اس کے خارج ہونے سے غسل واجب نہیں ہوتا۔ وضو یا غسل کے بعد پیشاب کا قطرہ آنے پر وضو دوبارہ کریں، غسل نہیں۔

☆..... اور اگر غسل کے بعد می خارج ہو جائے تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر غسل سے پہلے سولیا ہو، یا پیشاب کر لیا ہو یا حصل پھر لیا ہو تو دوبارہ غسل کی شرورت نہیں، اور اگر صحیح سے فارغ ہو کر فوراً غسل کر لیا، نہ پیشاب کی، نہ سویا، نہ چلا پھرا، بعد می خارج ہوئی تو دوبارہ غسل لازم ہے۔

☆..... سر کے بال دھونا فرض ہے، اس کے بغیر غسل نہیں ہو گا، بلکہ اگر ایک بال بھی سوکھا رہ گیا تو غسل ادا نہیں ہوا۔ پرانے زمانے میں عورتوں سر گوندھ لیا کرتی تھیں، ایسی عورت جس کے بال گندھے ہوئے ہوں،

اس کے لئے یہ حکم ہے کہ اگر وہ اپنی مینڈھیاں نہ کھو لے اور پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچا لے تو غسل ہو جائے گا، لیکن اگر سر کے بال کھلے ہوئے ہوں جیسا کہ آج کل عام طور پر عورتیں رکھتی ہیں تو پورے بالوں کا ترکرنا غسل کا فرض ہے، اس کے بغیر عورت پاک نہیں ہوگی۔

جن اعضاء کا وضو یا غسل میں دھونا فرض ہے، ان اعضاء تک پانی پہنچانا ضروری ہے، ان میں سے کوئی عضو سوئی کے ناک کے برابر بھی خشک نہ رہے کہ اس پر پانی نہ پہنچا ہو، اگر ان اعضاء میں سے کسی عضو میں سوئی کے ناک کے برابر بھی ایسی جگہ ہو جس تک پانی نہ پہنچا ہو تو وہ وضو اور غسل شرعاً ناممکن ہے، اور ایسے ناممکن وضو/غسل سے پڑھی گئی نماز بھی کالعدم ہوگی اور ذمے میں اسی طرح فرض رہے گی جس طرح نہ پڑھنے والے کے ذمے میں رہتی ہے؛ لہذا اگر ان اعضاء میں سے کسی عضو پر ایٹھی یا اور کوئی ٹھوس چیز لگ جائے جس کے ہوتے ہوئے کھال تک پانی نہیں پہنچتا ہو تو اس کے لگے ہوئے ہونے کی حالت میں وضو/غسل نہ ہو گا۔ عموماً ایٹھی چھوٹ جاتی ہے، لہذا ان پر لگی ایٹھی کو جھپڑا ناضر وری ہو گا؛ کیوں کہ اس میں زیادہ مشقت نہیں ہے، البتہ اگر کھال پر ایٹھی لگی ہو اور پوری کوشش کے بعد بھی ممکن طور پر نہ چھوٹے، اور زیادہ کوشش کے نتیجے میں کھال اتنے یا زخم بننے کا اندازہ ہو تو جس قدر ہست سکے اس کا جھپڑا ناضر وری ہو گا۔ نیز اسے ہٹا کر ممکن غسل کرنا دوبارہ لازم نہیں ہے، صرف وہی جگہ دھولینا کافی ہے۔

☆..... غسل کی حالت میں اگر غسل بالکل برہنہ ہو کر کیا جارہا ہو تو اس صورت میں قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا مکروہ تنزیہ ہے، بلکہ رخ شمالاً جو نبآہونا چاہتے، اور اگر ستر ڈھانک کر غسل کیا جارہا ہو تو اس صورت میں کسی بھی طرف رخ کر کے غسل کیا جا سکتا ہے۔

☆..... جب غسل فرض ہو جائے تو اس کو نماز فریز سے پہلے اٹھ کر غسل کا اہتمام کرنا چاہتے، غسل میں اتنی تاخیر کرنا کہ نماز قسم ہو جائے حرام اور سخت گناہ ہے۔ اور ناپائی کی حالت میں کھانا پینا اور دیگر امور جائز ہیں، اور جنسی آدمی کے استعمال کرنے سے یہ چیزیں ناپاک نہیں ہوتیں، لیکن غسل میں اتنی تاخیر کرنا کہ نماز کا وقت قسم ہو جائے، حرام اور سخت گناہ ہے۔

☆..... اگر عورت کو حلام ہونے کی صورت میں شرم گاہ سے منی خارج ہو جائے تو غسل فرض ہو گا، چاہے عدت کے دوران ہو یا نہ ہو۔

☆..... غسل کے دوران اگر ستر کھلا ہوا ہو تو بلا ضرورت بات کرنا بہتر نہیں ہے، البتہ اگر کوئی سخت ضرورت پیش آجائے یا ستر ڈھانک کر غسل کیا جا رہا ہو تو پھر بقدر ضرورت بات کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ”بہر کیف! غسل کرنے والا کسی قسم کا کوئی کلام نہ کرے اگرچہ وہ دعا ہی ہواں لیے کہ وہ ہندگی کی جگہ پر ہے۔ بے پردگی کی حالت میں (کوئی کلام کرنا یاد عاپڑھنا) مکروہ ہے۔“

☆..... دامت بھروالینے کے بعد جب ممالہ دانت کے ساتھ پیوست ہو جاتا ہے تو اس کا حکم اجنبی چیز کا نہیں رہتا، اس لئے وہ غسل کے صحیح ہونے سے منع نہیں۔ دامت پر چڑھائیل کے کور (خول) کو اگر بامشقت نکالا جاسکتا ہے تو غسل کے لیے نکالنا ضروری ہو گا، بغیر نکالے وضو تو ہو جائے گا، لیکن فرض غسل درست نہ ہو گا۔ اور اگر بامشقت نہیں نکالا جاسکتا تو پھر نکالنا ضروری نہیں، بلکہ اوپر سے پانی کا گزرجانا کافی ہے۔ نیز ایسا خول (جو مشقت کے بغیر نکالا جاسکتا ہو) جس شخص کے لہا ہو، اس کی موت کی صورت میں بھی اسے نہیں نکالا جائے گا۔

☆..... غسل کے دوران دانتوں میں خون آنے کی صورت میں یارج خارج ہونے کی صورت میں دوبارہ غسل کرنا لازم نہیں ہے، جو اعضاء باقی ہوں، انہیں دھونا کافی ہو گا، البتہ مکمل غسل کر لینا بہتر ہے۔ بہر حال اگر از سر غسل نہ کیا گیا، بلکہ وہیں سے غسل جاری رکھا تو فرض غسل ہو جائے گا، لیکن اگر اعضاء وضو نہ دھلے ہوں تو نماز کے لیے دوبارہ وضو کرنا ضروری ہو گا۔

☆..... غسل اور وضو نہ کے مطابق کریں، یعنی تین تین بار اعضاء پر پانی بھالیں، اس کے بعد شک کرنا غلط ہے، خواہ لکنے ہی وہ سے آئیں کہ فی بال خشک رہ گیا ہو گا مگر اس کو شیطانی خیال سمجھیں اور اس کی کوئی پرواہ کریں۔

☆..... کپڑے پہنے ہوئے بھی غسل کرنا جائز ہے اشرطیکہ کپڑے کے حائل ہونے کی وجہ سے کوئی عنزو خشک نہ رہے۔ نیز کپڑے پاک ہوں، بصورت دیگر کپڑوں پر لگنے والا پانی ناپاک ہو جائے گا، اور غسل نہیں ہو گا، الا یہ کہ اتنا زیاد پانی بھایا جائے کہ کپڑے اور جسم دونوں پاک ہو جائیں۔ ☆..... اگر پاؤں زخی ہو تو جس پیری میں زخم ہے، اسے پٹی کر کے اس پر پلاسٹک کی تھیلی لپیٹ لی جائے، اور غسل کر لیا جائے، آخر میں پلاسٹک ہٹا کر پٹی پرسح کر لیجیے، واجب غسل ادا ہو جائے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مردی ہے، وہ فرماتے میں کہ تین چیزیں اعلیٰ ایمان والے ہونے کی نشانی ہے، ایک یہ کہ سر دی کی رات میں کسی کو احتلام ہوا اور وہ غسل کے

لیے کھڑا ہو جائے اور اس کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہ دیکھے، دوسرا گرمی کے دن میں روزہ رکھنا، تیر کسی شخص کا بیبا ان جگہ میں نماز پڑھنا جہاں اس کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہ دیکھے۔☆..... ناپاکی کی حالت میں ناخن اور بال کاٹنا مکروہ ہے، لیکن اگر ناخن یا بال دھونے کے بعد کاٹے تو مکروہ بھی نہیں۔ اور ناف سے لے کر انوں کی جبڑ تک اور شرم گاہ (آگے، پیچے) کے ارد گرد جہاں تک ممکن ہو صفائی کرنا ضروری ہے، ہر ہفتہ صفائی افضل ہے، چالیس دن تک چھوڑنے کی اجازت ہے، اس سے زیادہ وقہ منوع ہے۔ جس گھر میں جنی ہو اس گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے، لہذا جلد آز جلد پاکیزگی حاصل کرنی چاہیے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةَ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَلَا تَكُنْ بِهِ جُنُبٌ۔ ”فرشے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جہاں تصویر یا ستمایا جنی ہو۔“ (ابوداؤد، السنن، کتاب اللباس، باب فی الصور: 43:4، رقم: 4152) دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور سب مسلمانوں کو دینی بصیرت سے نوازے اور قول و عمل میں اخلاص نصیب فرمائے۔

عمر شید لاپ تپیڈی
Umar Shaheed Library
www.umarllibrary.org

مسنون و متحب غسل

عَنْ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا جَاءَ أَحَدٌ كُمْ أَجْمِعَةً، فَلْيَغْتَسِلْ»۔ (رواہ البخاری و مسلم)

سیدنا حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی جمعہ کو (یعنی جمعہ کی نماز کے لئے) آئے تو اس کو چاہئے کہ غسل کرے (یعنی نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے اس کو غسل کر کے آنا چاہئے)۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

ایک اور حدیث میں سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ، ہر مسلمان پر حق ہے (یعنی اس کے لئے ضروری ہے) کہ ہفتے کے سات دنوں میں سے ایک دن (یعنی جمعہ کے دن) غسل کرے اس میں اپنے سر کے بالوں کو اور سارے جسم کو اچھی طرح دھوئے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

ان دونوں حدیثوں میں جمعہ کے غسل کا تاکیدی حکم ہے اور صحیحین ہی کی ایک اور حدیث میں جو حضرت ابوسعید خدریؓ سے مردی ہے غسل جمعہ کے لئے واجب، کا لفظ مجھی آیا ہے لیکن امت کے اکثر ائمہ اور علماء شریعت کے نزدیک اس سے اصطلاحی و وجوب مراد نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد بھی غسل کی تاکید ہے۔ عراق کے بعض لوگ حضرت ابن عباسؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے سوال کیا کہ آپ کے خیال میں جمعہ کے دن کا غسل واجب ہے؟ انہوں نے فرمایا میرے نزدیک واجب تو نہیں ہے لیکن اس میں بڑی طہارت و پاکیزگی ہے اور بڑی خیر ہے اس کے لئے جو اس دن غسل کرے اور جو (کسی وجہ سے ان دن) غسل نہ کرے تو (وہ گھنگھار نہیں ہوا کیوں کہ یہ غسل) اس پر واجب نہیں ہے۔

حضرت سمرہ بن جندبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص جمعہ کے دن (نماز جمعہ کے لئے) وضو کر لے تو مجھی کافی ہے اور جو غسل کرے تو غسل کرنا افضل ہے۔ (منداحمد سنن ابی

داؤد، جامع ترمذی، سنن نسائی، مندرجہ امری) بہر حال اس میں پاکیزگی ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور اب بھی اس میں خیر اور رُواب ہے۔

جماع کے دن غسل کرنا مسنون و متحب ہے۔

غسل جمعہ چونکہ نماز جمعہ کے لیے مشروع کیا گیا ہے لہذا ایسے لوگ جن پر جمعہ کی نماز نہیں ہے جیسے مسافر، خواتین وغیرہ ان کے لیے جمعہ کے دن غسل کرنا مسنون نہیں ہے، لیکن ان کے لیے بہتر یہ ہے کہ غسل کر لیں۔

جہاں تک غسل کے انتہائے وقت کا تعلق ہے تو چونکہ نماز جمعہ کے لئے غسل کرنا مسنون ہے اور یہ سنت صحیح قول کے مطابق نماز سے قبل غسل کرنے ہی سے حاصل ہوگی۔

اسی طرح عیدین کے لیے بھی غسل کرنا مسنون و متحب ہے اور یہ غسل بھی نماز عید کے ساتھ خاص ہے لہذا نماز عید سے پہلے غسل کر لیا جائے تب ہی غسل مسنون کہلاتے گا۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے غسل کرنے کا طریقہ بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب غسل جنابت کرتے تو پہلے دونوں ہاتھ دھوتے، پھر دائیں ہاتھ سے دائیں ہاتھ پر پانی ڈال کر استنجاء کرتے، اس کے بعد محل وضو کرتے، پھر پانی لے کر سر پر ڈالتے اور انگلیوں کی مدد سے بالوں کی چڑوں تک پانی پہنچاتے، پھر جب دیکھتے کہ سر صاف ہو گیا ہے تو تین مرتبہ سر پر پانی ڈالتے، پھر تمام بدن پر پانی ڈالتے اور پھر پاؤں دھولیتے۔

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ کی روشنی میں غسل کا مسنون و متحب طریقہ یہ ہے:

☆.....نبیت کرے۔ یعنی دل میں نیت کرے کہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے غسل کرتا ہوں، یا یوں نیت کرے کہ میں پاک ہو کر عبادت کرنے کے لیے غسل کرتا ہوں، ☆.....دل ہی دل میں زبان بلاست بغیر بسم اللہ سے پڑھے۔ ☆.....دونوں ہاتھوں کو تین بار کلائیوں تک دھوئے۔ ☆.....استنجاء کرے خواہنجاست لگی ہویا نہ لگی ہو۔ ☆.....پھر وضو کرے جس طرح نماز کے لیے کیا جاتا ہے اگر ایسی جگہ کھڑا ہے۔ جہاں پانی جمع ہو جاتا ہے تو پاؤں کو آخر میں غسل کے بعد دھوئے۔ ☆.....تین بار سارے جسم پر پانی بھائے۔ ☆.....پانی بھانے کی

ابتداء سر سے کرے۔☆.....اس کے بعد ایں کندھے کی طرف سے پانی بہائے۔☆.....پھر باہیں کندھے کی طرف پانی بہانے کے بعد پورے بدن پر تین بار پانی ڈالے۔☆.....وضو کرتے وقت اگر پاؤں نہیں دھوئے تھے قواب دھولے۔

درج ذیل امور کی ادائیگی کے لیے غسل کرنا منسٹ ہے:

1- جمع دنی کی نماز کے لیے۔2- عیدین کی نماز کے لیے۔3- حج یا عمرہ کا احرام باندھنے کے لیے۔

4- حج کرنے والوں کے لیے میدان عرفات میں زوال کے بعد۔

درج ذیل امور کے لیے غسل کرنا منسوب ہے:

☆.....جو آدمی پاکیزگی کی حالت میں مسلمان ہوا ہو۔☆.....جو بچہ عمر کے اعتبار سے بالغ ہوا ہو۔☆.....جو شخص جنون کے عارضہ سے صحت یا ب ہوا ہو۔☆.....نشست لگانے کے بعد۔☆.....میت کو غسل دینے کے بعد۔☆.....شبِ برات میں عبادت کے لیے۔☆.....لیلۃ القدر میں بطور خاص عبادت کے لیے۔☆.....مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے لیے۔☆..... مدینہ طیبہ میں داخل ہونے کے لیے۔☆.....قربانی کے دن مزدلفہ میں ٹھہر نے کے لیے۔☆..... طوافِ زیارت کے لیے۔☆.....بورج گہن کی نماز کے لیے۔☆.....نمازِ استقدام کے لیے۔☆.....خوف کے وقت۔☆.....دان میں سخت انہیں سیرے کے وقت۔☆.....تیز آندھی کے وقت۔

طہارت کی پہلی صورت یہ ہے کہ ہمارا سارا جسم دھلا رہے خواہ وہ جزوی طور پر وضو کی صورت میں دھلے یا کلی طور پر غسل کی صورت میں دھلے۔ اس جسم اور اس کے اعضا پر ”فاغسلوا“ کا عمل جاری رہے تاکہ انسان کو طہارت کا ملکہ حاصل ہو اور وہ انسان مفتخر ہیں میں شمار ہو جائے جسم اور ااعضائے جسم کے دھلتے رہنے میں بھاہ صحت کا قیام ہے وہاں حکم الٰہی کے مطابق طہارت کا اہتمام بھی ہے۔ صحت اور طہارت لازم ملزوم ہیں، صحت کا قیام طہارت سے ہے طہارت کا دوام و قیام درحقیقت صحت کا انتظام ہے۔ طہارت یہ ہے کہ جسم کی ہر بخش اسٹ اور غسالات گندگی و ناپاکی کو دور کیا جائے۔ جسم کو ظاہر متنظا ہر بنا یا جائے جسم کو خوب پاک کیا جائے پھر پاک رب کی بندگی اور عبادت کی جائے۔ ایسی طہارت و عبادت ہی انسانوں کو تبدیل کرے گی۔ ایسی طہارت و عبادت ہی انسانوں پر اپنا اثر ظاہر کرے گی اور ایسی طہارت و عبادت ہی نتائج دے گی۔ بہر حال شریعت میں اس کی فضیلت تو ہے ہی

ہے طبی نظر سے بھی یعنی نہانا ایک نعمت ہے جو ہمیں پا کریں گی دینے کی ساتھ ہمارے جسم و دماغ پر کسی اچھے اثرات مرتب کرتا ہے اور ہمیں تروتازہ کر دیتا ہے۔ اور جسم کو خون کے ساتھ مناسب آنکھیں ملنا شروع ہو جاتی ہے اور جسم و دماغ چاک و چوبند ہو جاتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور سب مسلمانوں کو دینی بصیرت سے نوازے اور قول و عمل میں اخلاص نصیب فرمائے۔

میت کو غسل دینے کا طریقہ

عَنْ أَمِّهِ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: لَمَّا عَسَلْنَا بَنْتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَنَا وَنَحْنُ نَغْسِلُهَا: ابْدَأْنِي مَيَاتِي مِنْهَا وَمَوَاضِعَ الْوُضُوءِ.

حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی صابرادی کو ہم غسل دے رہیں تھیں۔

جب ہم نے غسل شروع کر دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ غسل دائیں طرف سے اور اعضاء و ضو سے شروع کرو۔

انسان کی زندگی اس دنیا کی ہو یا آخرت کی دونوں کے آغاز میں عجیب و غریب مماٹت پائی جاتی ہے

اگر دنیا کے سفر کا نقطہ آغاز 9 ماہ تہ بہت انہیں ہے یہ تو آخرت کے سفر کا نقطہ آغاز بھی قبر کے تہ بہت انہیں ہے یہ

اگر دنیا میں قدم رکھتے ہی انسان کو غسل دیا جاتا ہے تو آخرت کے سفر میں قبر میں قدم رکھنے سے پہلے غسل کا اہتمام

کیا جاتا ہے۔ دنیا کے سفر کے مرحلہ میں اگر انسان کے کانوں میں اذان و اقامت کے ذریعہ اس کی روح کو تسکین

پہنچائی جاتی ہے تو آخرت کے اس مرحلہ میں صلاۃ جنازہ اور مغفرت کی دعاویں سے اس ان کی روح کو مسرت

پہنچائی جاتی ہے بہر حال انسان کی فلاح اسی میں ہے کہ دنیا کا سفر ہو یا آخرت کا تمام مرامل و قرآن و سنت کی

ہدایات کے مطابق سرانجام دیا جائے۔ میت کو غسل دینا فرض نہایہ ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے: بنی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا:

”جس نے میت کو غسل دیا، اس کو کفن دیا، اس کو خوشبو لگائی، اس کو کندھا دیا، اس پر نماز جنازہ پڑھی اور اس کے راز کو

ظاہر نہیں کیا (جو اس نے دیکھا تو) و غلطیوں (اور گناہوں) سے ایسے پاک صاف ہو جائے گا جیسے اس کی ماں

نے اسے آج ہی جنمائے۔“ (ابن ماجہ)۔

حدیث مبارکہ میں ہے، حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے

پاس تشریف لائے جبکہ ہم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صابرادی (میدہ زینب رضی اللہ عنہا) کو غسل دے

رہے تھے تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسے پانی اور بیر کے پتوں کے ساتھ ماقبل غسل دو (یعنی 3

یا 5 بار) اور آخر میں کافور ملائیں غسل کا سلسلہ اپنی جانب سے اور وضو کے اعتراض سے شروع کریں۔“ (بخاری)۔
 میت کو غسل دینے کے لیے، سب سے پہلے کسی تخت یا بڑے تختے کا انتظام کر لیں، اس کو اگر بھی یا عود،
 لوبان، وغیرہ سے تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا سات دفعہ چاروں طرف دھونی دے کر میت کو اس پر لٹادیں۔ ایک تہینہ
 اس کے ستر پر ڈال کر اندر کپڑے اتار لیں۔ یہ تہینہ موٹے کپڑے کا ناف سے پسند لی تک ہونا چاہیے تاکہ
 بھیگنے کے بعد اندر کا بدن نظر نہ آئے۔ ناف سے لے کر ز انوکھ دیکھنا جائز نہیں اور ایسی جگہ ہاتھ لگانا بھی جائز ہے
 میت کو استجاء کرانے اور غسل دینے میں اس جگہ کے لیے دستانہ پہنانا چاہیے یا کپڑا ہاتھ پر لپیٹ لیں، یہونکہ جس جگہ
 زندگی میں ہاتھ لگانا جائز نہیں وہاں منے کے بعد بھی بلا دستانوں کے ہاتھ لگانا جائز نہیں، اور اس پر زگاہ بھی نہ
 ڈالیں۔ (بیشتری زیور)

حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ: (ابنی ران کسی کے
 سامنے نہ کھولو اور نہ کسی زندہ یا مردہ کی ران کی طرف نظر کرو)۔ نیز حدیث میں ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 کے وصال کے بعد جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو غسل دیا تو اپنے ہاتھوں پر کپڑا لپیٹ لیا تھا۔

غسل شروع کرنے سے پہلے بائیں ہاتھ میں دستانہ پہن کر مٹی کے تین یا پانچ ڈھیلوں سے استجاء کروائیں،
 اور میت کے جسم کو ہاتھوں سے زمی کے ساتھ مکمل کر میل کچیل صاف کر دیں۔ پھر پانی سے پاک کریں، پھر وضواس
 طرح کروائیں کہ نکلی کروائیں، ننکاک میں پانی ڈالیں، ننگے (پہنچے) تک ہاتھ دھوئیں، بلکہ روئی کا پھایا تر کر کے
 ہونتوں، دانتوں اور مسوٹھوں پر پھیر کر پھینک دیں، اس طرح تین دفعہ کریں۔ پھر اسی طرح ناک کے دونوں
 سوراخوں کو روئی کے پھائے سے صاف کریں، لیکن اگر غسل کی ضرورت (جنابت) کی حالت میں موت ہوئی ہو یا
 عورت کا انتقال ہیض یا نفاس کی حالت میں ہوا ہو تو منہ اور ناک میں پانی ڈالنا ضروری ہے۔ پانی ڈال کر کپڑے
 سے نکال لیں۔

پھر ناک، منہ اور کانوں میں روئی رکھ دیں تاکہ وضو اور غسل کراتے وقت پانی اندر نہ جائے۔ پھر منہ
 دھلانیں، پھر ہاتھ کہنیوں سمیت دھلانیں، پھر سر کا مسح کرائیں، پھر تین مرتبہ دونوں پیر دھوئیں۔ جب وضو کراچکیں تو
 سر کو (اور اگر مرد ہے تو اڑھی کو بھی) غسل دیتے وقت پانی میں نظافت و طہارت کی غرض سے بیری کے پتوں کے
 پانی سے یا جو بھی اس کے قائم مقام ہو مثلاً صابن وغیرہ۔ سے کہ جس سے سر صاف ہو جائے آہستہ آہستہ مل کر

دھوئیں۔ اگر یہی کے پتوں کا بلا ہوا پانی نہ ہو تو سادہ نیم گرم پانی کافی ہے)۔ پھر پورے جسم پر پانی بھائیں۔ پانی اتنا گرم ہو جسے آپ برداشت کر سکتے ہیں۔ پھر اسے بائیں کروٹ پر لٹائیں اور یہی کے پتوں میں پکایا ہو نیم گرم پانی دائیں کروٹ پر تین مرتبہ سر سے پیر تک اتنا ڈالیں کہ نیچے کی جانب بائیں کروٹ تک پہنچ جائے۔ پھر دائیں کروٹ پر لٹا کر اسی طرح سر سے پیر تک تین مرتبہ اتنا پانی ڈالیں کہ نیچے کی جانب بائیں کروٹ تک پہنچ جائے۔ اس کے بعد میت کو اپنے بدن کی ٹیک لگا کر ذرا بھلانے کے قریب کر دیں اور اس کے پیٹ کو اوپر سے نیچے کی طرف آہستہ آہستہ ملیں اور دبائیں۔ اگر کچھ فغلہ (پیشاپ یا پاغانہ وغیرہ) خارج ہو تو صرف اسی کو پوچھ کر دھو دیں، وضواور غسل کو دہرانے کی ضرورت نہیں، یہونکہ اس ناپاکی کے نکلنے سے میت کے وضواور غسل میں کوئی نقصان نہیں آتا۔ پھر اس کو بائیں کروٹ پر لٹا کر دائیں کروٹ پر کافر ملا ہوا پانی سر سے پیر تک تین مرتبہ خوب بہادیں کہ نیچے بائیں کروٹ بھی خوب تر ہو جائے۔ یعنی ابتدائی دو غسل نیم گرم پانی یہی کے پتے/صابن کے ساتھ دیئے جائیں۔ تیسرا غسل میں پانی میں کافر اجتماع کی جائے۔ اس کے بعد میت کے جسم کو پوچھ کر خشک کر لیا جائے اور اس پر خوبی مول دی جائے۔ پھر دوسرا دن پہنچن کے سارے ابدن کی پکڑے سے خشک کر کے تہبند دوسرا بدال دیں۔ اور آخر میں میت کے بدن پر کافر یا کوئی اور خوبی مول دیں و رکن پہنادیں۔

7 برس سے چھوٹے بچوں کی میت کو کوئی بھی غسل دے سکتا ہے۔

غسل سے متعلق چند ذیلی باتیں:

☆ مسلمان کو غسل دینا اور اس کی تدفین میں حصہ لینا فرضِ کفایہ ہے اس لئے اس عمل میں حصہ لینے والے کو اجر و ثواب کے حصول کی نیت کرنی چاہیے۔ ☆ غسل دینے والا میت کامانت دار ہے لہذا اس کو غسل دینے کے تمام کام مسنون طریقے سے کرنے چاہئیں۔ ☆ غسل دینے والے کو میت کے عسیوں کی پرده پوشی کرنے کا شریعت نے حکم دیا ہے۔ علماء لکھتے ہیں کہ غسل دینے والا جب میت کی کوئی اچھی بات دیکھے، مثلاً اس کے چہرہ کا چمکنا اور روشن ہونا یا اس سے خوبی کا معلوم ہونا تو بہتر ہے کہ اس کو لوگوں سے بیان کرے اور اگر کوئی بات مکروہ دیکھے مثلاً اس کے چہرے یا ہدن کا سیاہ ہو جانا یا اس کی صورت کا بدل جانا یا اس سے بدبو معلوم ہونا تو اس کو لوگوں سے ظاہر کرنا جائز نہیں۔ ☆ غسل دینے والے کو میت کے ساتھ مکمل احترام اور زمی کرنی چاہیے۔ ☆ میت کا لباس اتارتے اور رکن پہناتے وقت غیر ضروری جلد بازی اور سختی نہیں کرنی چاہیے۔

غسل کامنڈورہ بالا طریقہ ہر مسلمان کو آنا چاہتے۔ آج تک اس کے لیے پرویش لوگوں کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں۔ بہتر ہے کہ شرعی طریقے سے میت کو غسل دینے والوں کا انتخاب کیا جائے۔

ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: ”میت کو غسل دینے والے پر غسل واجب نہیں۔“ معلوم ہوا کہ میت کو غسل دینے والے پر غسل واجب نہیں اور اٹھانے والے پر وضو ضروری نہیں۔ البتہ اگر کوئی غسل یا وضو کرے تو درست ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور سب مسلمانوں کو دینی بصیرت سے فوازے اور قول عمل میں اخلاص نصیب فرمائے۔

طہارت کا بیان بیان نمبر 17

مرد اور عورت کو کفانا نے کا طریقہ

عَنْ سَمْرَةَ بْنِ جُعْدَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْبَسُوَا الْبَيَاضَ فِيهَا أَظْهَرٌ، وَأَطْبَىْبٌ، وَكَفِنُوا فِيهَا مَوْتَانَكُمْ۔

سمرہ بن جنبدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سفید پکڑے پہنو، کیونکہ یہ پا کیزہ اور عمدہ لباس ہیں، اور انہیں سفید کپڑوں کا اپنے مردوں کو کفن دو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زندگی میں سفید لباس پہنر پا کیزہ اور عمدہ ہے، اس لیے کہ سفید پکڑے میں ملبوس شخص کبر و غزو اور نجوت سے خالی ہوتا ہے، جب کہ دوسرا رنگوں والے لباس میں مخابرین یا عوروں سے مشاہدہ کا امکان ہے، اپنے مردوں کو بھی انہی سفید کپڑوں میں دفنانا چاہیے۔

موت کتنی بڑی حقیقت ہے جس کا مزہ ہر شخص چکھے گا۔ ابتدائے آفرینش سے آج تک یہ سلسلہ جاری ہے اور تا قیامت جاری رہے گا۔ جلیل القدر انیاء مبعوث ہوئے اور باری باری موت کا مزہ چکھتے رہے۔ اسی طرح بزم خویش خدائی کا دعویٰ کرنے والے بھی آئے، دار اوکندر جیسے بادشاہ بھی گزرے لیکن موت کی آہنی گرفت سے کوئی بھی بچ نہ سکا۔ اگر اتنے نامور لوگوں کو بھی موت نے نہ چھوڑا تو ہم اور تم اس کے تصرف سے کیسے چھوٹ سکتے ہیں۔ اسلام نے جہاں زندگی کے بارے میں احکام و مسائل بیان کئے ہیں وہی موت کے احکام بھی بیان کردیئے ہیں مذہب اسلام کے ممتاز اور اہم احکامات میں سے میت کو نہایت شاندار اور باوقار انداز میں کفن دینا بھی ہے کیونکہ میت کو کفن دینا فرضِ کفایہ ہے۔

نیز کفن انسانی زندگی کا آخری لباس ہے اور اسی لباس میں دو معزز فرشتے منبر نبکید اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہونی ہے اس لیے بھی عمدہ اور شاندار قسم کے کپڑے میں کفنا ناچا ہے جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو اپنے کپڑے میں کفن دے (مسلم شریف)

پھر کفن دینے کے سلسلے میں حدیث پاک میں فضیلت وارد ہوئی ہے چنانچہ پیغمبر اسلام ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی مردے کو کفن پہنانے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں مند سس اور استبرق یعنی گاڑھے اور باریک ریشم کا جوڑا پہنانا کیس گے۔

اس لیے جہاں تک ہو سکے بہتر انداز میں میمت کی تہجیر و تلقین کا اہتمام کرنا چاہیے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے عمدہ اور شاندار ولی عدیث کی تشریح اس طرح کی ہے کہ کفن کا کپڑا اضافت سترہ اور کثیف، ساتر اور او سط درجه کا ہونہ بہت زیادہ قیمتی ہوا ورنہ بہت معمولی ہو (صحیح مسلم بشرح النووي)

کفن کے تین درجے میں: (1) کفن ضرورت (2) کفن کفایت (3) کفن سنت

کفن ضرورت: عورت اور مرد دونوں کے لیے جتنا میسر ہو اور کم از کم اتنا ہو کہ مکمل جسم ڈھک جائے۔

کفن کفایت: مرد کا کفن کم از کم 2 کپڑے یعنی چادر اور ازار۔ کفن سنت: مرد کے لیے تین کپڑے مسنون ہیں لفافہ، ازار اور قمیص۔

عورت کا کم از کم تین کپڑے چادر، ازار اور اوزھنی ہو ناچا ہیے بلاعذر اس سے کم کپڑے میں کفنا نامکروہ ہے (در مختار، عالمگیری) عورت کے لیے پانچ کپڑے مسنون ہیں لفافہ، ازار، قمیص، سینہ بند اور سر بند (در مختار و عالمگیری) حوالہ کتاب المسائل جلد 1 صفحہ 555)

کفن کے کپڑوں کی تفصیل اور مقدار: (1) *لفافہ*: قد آدم سے ایک ڈیڑھ ہاتھ لمبا ہوتا کہ اوپر، نیچے باندھا جاسکے۔ (2) *ازار*: قد آدم کے بالکل بر ایرانی سر کی چوٹی سے لیکر پسیر کے ناخن تک ہونا چاہیے۔ (3) *کرۂ*: گلے سے لیکر گھٹوں کے نیچے تک جو بغیر سلے ہوئے ہوں اس میں نہ آستین ہونے کلی اور نہ ہی جیب ہو۔

(4) *سینہ بعد*: یہ کپڑا اچھاتیوں سے لیکر ان تک چوڑا ہو اور لمبا اتنا ہو کہ باندھا جاسکے۔ (5) *سر بعد*: یہ کپڑا

تین ہاتھ لمبا ہو۔ (کتاب المسائل جلد 1 صفحہ 555)

نیز میت نابالغ یا قریب الملوغ لاکی یا لڑکا ہو تو اس کے لیے بھی منکورہ عدد ہی بہتر ہے فرق یہ ہے کہ بالغ کے لیے تاکیدی حکم ہے البتہ اگر ماہو انصاف یا مکمل بچہ نکلا ہے تو اس کو باشاط کفن نہیں دیا جائے کا بلکہ کسی صاف سترے پرے میں لپیٹ کر دفن کر دیں گے (بیشتری زیور حصہ 2 صفحہ 121)

منکورہ بالا طریقہ کے مطابق کفن کو کاٹ لیں اور قمیص کو گلے کے پاس اتنا کٹ لایں کہ آرام سے سر اندر دال ہو جائے اور بے پر دگی نہ ہو۔

اس کے بعد کفن کے کپڑوں کو تین، پانچ یا سات بار یعنی طاق مرتبہ لو بان وغیرہ کی دھونی دیں۔ (بیشتری زیور حصہ 2 صفحہ 120)

مرد کے کفن پچھانے کا طریقہ: سب سے پہلے لفافہ پچھائیں گے اس کے اوپر ازار پھر اس پر قمیص کے نیچے والا پلہ اور اپروا لے پلے کو سہانے کی طرف سمیٹ کر کھو دیں اب میت کو آرام سے لا کر چلتا ہے اس میں اور سہانے کی طرف سمیٹا ہوا اپر کا پائیہ میت کے اوپر ڈال دیں گے اور گلے کے کٹ سے سر باہر نکال دیں نیز دائیں، بائیں طرف بڑھا ہو قمیص کا کپڑا بازو سے شاد میں اور ہاتھوں کو ظاہر کر دیں۔

اب ازار کو پہلے بائیں طرف سے لپیٹ پھر دائیں طرف سے اسی طرح لفافہ کو پہلے بائیں طرف سے پھردا دیں طرف سے لپیٹ یعنی کھن کے ہر یک کپڑے کو پہلے بائیں (میت کے پورب) طرف سے پھردا دیں (میت کے پچھم) طرف سے لپیٹ گے۔

اور تین ڈوری بنالیں ایک سے سر کی طرف باندھیں دوسرا سے سے "کمر میں اور تیسرا سے پیر کی طرف باندھیں تاکہ کھن کھانے نہ پائے۔

عورت کو لفانا نے کا طریقہ: تخت پر پہلے لفافہ کو پچھائیں اس کے اوپر ازار کو پچھائیں اس پر سینہ بند اس کے اوپر قمیص بعینہ اسی طرح جس طرح اپر مرد کے قمیص کو پچھانے کا طریقہ بتایا گیا اس کے بعد سر بند اب میت کو آرام سے لا کر کرتے کے اوپر چلتا ہے اور سر کو گلے کے کٹ والے حصہ سے باہر نکال دیں اور اپروا لہ پلہ میت کے اوپر ڈال دیں اس کے بعد دائیں بائیں سے چوڑائی میں بڑھا ہوا حصہ بازو سے ملا دیں ہاتھوں کو ظاہر کر دیں اس کے بعد بالوں کے دو حصہ کر کے آدھا دائیں طرف سے اور آدھا بائیں طرف سے سینہ پر ڈال دیں اس کے بعد سر بند کو

سر سے لپیٹ کر دنوں طرف کے باول پر ڈال دیں اس کے بعد سینہ بند کو پہلے بائیں طرف سے پھردا ہیں طرف سے لپیٹ اس کو پہلے بائیں طرف سے پھردا ہیں طرف سے لپیٹ اسی طرح سے لفاظ کو بھی پہلے بائیں طرف سے پھردا ہیں طرف سے لپیٹ یعنی کنف کے ہر ایک کپڑے کو پہلے بائیں (میت کے پورب) طرف سے پھردا ہیں (میت کے پچھم) طرف سے لپیٹ گے۔

اور تین ڈوری بنائ کر ایک سے سر کی طرف دوسرا سے کمر میں اور تیسرا سے پیر کی طرف اس طرح سے باندھیں کھلنے نہ پاتے۔ واضح رہے کہ سینہ بند ازار کے بعد اور سب کنفوں کے بعد دنوں طرح دے سکتے ہیں لیکن جس سے ستر پوشی زیادہ ہوا سی طریقہ کو اپنایا جائے (بہشتی زیور حصہ 2 صفحہ 120)

کنف سے متعلقہ اہم توجیہات:

☆.....میت کو غسل دینا، کنف دینا، اس پر نماز جنازہ پڑھنا اور دفن کرنا فرضِ کفایہ ہے۔☆.....مردو عورت کے لیے کنف کا کپڑا سفید ہونا مسنون ہے۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "تم لوگ سفید کپڑے پہنا کرو، وہ تمہارے لیے اچھے کپڑے ہیں، اور انہی میں اپنے مسروں کو کھنایا کرو۔" (سنن ابی داؤد، ترمذی، سنن ابن ماجہ)☆.....مرد کے لیے خالص ریشمی یا زعفران یا عصرف سے رنگے ہوئے کپڑے کا کنف مکروہ ہے، عورت کے لیے جائز ہے۔☆.....کنف کے لیے نیا کپڑا خریدنا شروری نہیں ہے، اگر گھر میں سفید کپڑا موجود ہے اور پاک صاف ہے تو اسے کنف بنانے میں حرج نہیں۔☆.....کنف کا کپڑا اسی چیزیت کا ہونا چاہیے جیسا مردہ اکثر زندگی میں استعمال کرتا تھا۔ تکلفات فنوف میں۔☆.....اپنے لیے کنف تیار کھنا مکروہ نہیں، البتہ قبر کا تیار کھنا مکروہ ہے۔☆.....تبرک کے طور پر آب زمزم میں ترکیا ہو اکنف دینے میں بھی کوئی مضاائقہ نہیں، بلکہ باعث برکت ہے۔☆.....کنف میں یا قبر کے اندر عہد نامہ یا اپنے بیوہ کا شجرہ یا اور کوئی دعا کھناد رست نہیں۔ البتہ کعبہ شریف کا غلاف تبرکہ دینا درست ہے۔☆.....اگر کعبہ شریف کے غلاف کے اوپر کلمہ یا قرآنی آیات لکھی ہوں تو وہ کنف یا قبر میں رکھنا درست نہیں ہے۔☆.....اسی طرح کنف پر یا سینہ پر یا پیشانی پر کافر سے یار و شریانی سے کلمہ وغیرہ قرآنی آیات یا کوئی اور دعا لکھنا جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ میت کے چھٹے سے بے حرمتی ہو گی۔☆.....بعض لوگ کنف پر بھی عطر لکھتے ہیں، اور عطر کی پھریری میت کے کان میں رکھ دیتے ہیں، یہ سب بھالت ہے۔ جتنا شریعت میں آیا ہے اس سے زائد نہیں کرنا چاہیے۔☆.....مرد

کے جنازہ پر چادر ڈالنا ضروری نہیں اور وہ ہی یہ چادر کفن میں داخل ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی چادر ڈالنا چاہے تو ڈال سکتا ہے۔☆..... عورت کے جنازہ پر چادر ڈالنا پر دے کے لیے ضروری ہے، مگر یہ چادر بھی کفن میں داخل نہیں ہے۔ کوئی سی بھی چادر ڈالی جاسکتی ہے۔☆..... جنازے پر قرآنی آیات بلکہ اور دعاوں والی چادر ڈالنا جائز نہیں ہے، اس سے بے حرمتی ہوتی ہے۔☆..... میت کے غسل اور کفن وغیرہ سے جو سامان اور کبڑا باقع جائے تو گروہ میت کے ترکہ سے لیا گیا تھا تو اسے ترکہ میں شامل کرنا چاہیے، یا جس نے اپنے پیسوں سے خریدا تھا اسے واپس کرنا چاہیے، یوں ہی چینک دینا یا غمائی کرنا یا کسی دوسرے کو دے دینا جائز نہیں ہے۔☆..... میت کو کھنانے کے وقت مرد ہو یا عورت پاچا مارہ اور روپی پہننا جائز نہیں ہے۔☆..... اسی طرح عمامہ دینا بھی مکروہ ہے، جیسا کہ بعض جگہ علماء اور سرداروں وغیرہ کی میت کو کفن کے تین پکڑوں کے علاوہ ایک عدد عمامہ بھی دینتے ہیں۔ میت کو کفن پہنانے کے بعد امام مسجد کا لکھا ہوا خلائق میت کے ہاتھوں میں رکھنا بے اصل اور لغو ہے۔

وضو میں موزوں پر مسح جائز اور جواب مسح ناجائز

عَنِ الْمُغِيرَةَ بْنِ شَعْبَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ خَرَجَ لِحَاجَتِهِ فَاتَّبَعَهُ الْمُغِيرَةُ لِيَذَاوِهِ فِيهَا مِنْ فَصَبَّ عَلَيْهِ حِينَ فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهِ فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ۔ (صحیح البخاری ج 1 ص 33 باب المسح على الخفين)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: ”روں اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قضاۓ حاجت کے لیے باہر تشریف لے گئے تو میں بھی پانی سے بھرا ہوا برلن لے کر آپ کے پیچھے چلا گیا جب آپ اپنی حاجت سے فارغ ہوئے تو میں نے آپ کو پانی پیش کیا آپ نے وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا۔

حضرت امام بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ اسوف یعنی حرم مدینہ میں داخل ہوئے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قضاۓ حاجت کے لیے تشریف لے گئے اور واپس آئے حضرت امام بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت بلال سے پوچھا کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کون سا کام کیا؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قضاۓ حاجت کے لیے تشریف لے گئے اس کے بعد وضو کیا اس میں اپنے پھرے اور ہاتھوں دھویا اور اپنے سر پر مسح کیا اور موزوں پر بھی مسح کیا بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی۔ (سنن النسائی ج 1 ص 31 باب المسح على الخفين)

حضرت ہمام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے پیشاب کیا اس کے بعد وضو کیا اپھر موزوں پر مسح کیا تو حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں پوچھا گیا کہ آپ موزوں پر (مسح کرتے ہیں؟ تو حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے) جواب دیتے ہوئے (فرمایا: ہاں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کیا۔ (صحیح مسلم ج 1 ص 32 باب المسح على الخفين)

موسم سرما کی آمد آمد ہے اس موقع پر بعض لوگ اپنی سستی اور کالی کے باعث باریک موزوں کی طرح ادنی اور سوتی جواب میں پر بھی مسح کر لیتے ہیں اور یہ صحیتے ہیں کہ ان کا وضو ہو گیا حالانکہ اس طرح وضو بالکل نہیں

ہوتا۔ ہاں موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں صحیح روایات موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ موزوں پر مسح کرنا جائز ہے۔

اللہ تعالیٰ کا قرآن کریم (سورۃ المائدہ) میں ارشاد ہے۔ اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے اٹھو تو اپنے چہرے کو اور کہنیوں تک اپنے ہاتھوں کو دھولو، اپنے سر کا مسح کرو، اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک دھولو۔ اس آیت کے مطابق وضو میں چار چیزوں ضروری ہیں، جن کے بغیر وضو ہو ہی نہیں سکتا۔ (۱) پورے چہرہ کا دھونا (۲) دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھونا۔ (۳) سر کا مسح کرنا۔ (۴) دونوں پیسے ٹخنوں سمیت دھونا۔ اہل سنت والجماعت کے تمام مفسرین و محدثین و فقہاء و علماء کرام نے اس آیت و دیگر متواتر احادیث کی روشنی میں تحریر فرمایا ہے کہ وضو میں پیروں کا دھونا شرط (فرض) ہے، سر کے مسح کی طرح پیروں کا مسح کرنا کافی نہیں ہے۔ لیکن متواتر احادیث سے ثابت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض مرتبہ پیروں کے بجائے چھڑے کے موزوں پر مسح بھی کیا ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں وضاحت کے ساتھ پیروں کے دھونے کا ذکر آیا ہے، میں اُس وقت تک موزوں پر مسح کا قائل نہیں ہوا جب تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل متواتر احادیث سے میرے پاس نہیں پہنچ گیا۔ (علوم ہوا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے پاس علم قرآن کے بعد عسلم حدیث بھی تھا۔ تھی تو چھڑے کے موزوں پر مسح کے قائل ہوئے) غرض یہ کہ قرآن کریم میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ وضو کے صحیح ہونے کے لئے دونوں پیروں کا دھونا شرط ہے لیکن اگر کوئی شخص وضو کرنے کے بعد (چھڑے کے) موزے پہننے لے تو مقيم ایک دن اور ایک رات تک اور مسافر تین دن تین رات تک وضو میں پیروں کو دھونے کے بجائے (چھڑے کے) موزوں کے اوپری حصہ پر مسح کر سکتا ہے، جیسا کہ متواتر احادیث سے ثابت ہے۔ اگر کوئی شخص چھڑے کے بجائے سوت یا اون یا نائلوں کے موزے پہننے ہوئے ہے تو جمہور فقہاء و علماء کے نزدیک ان پر مسح کرنا جائز نہیں ہے۔ بلکہ پیروں کا دھونا ہی ضروری ہے۔ اس مسئلہ کو صحنه سے قبل موزوں کے اقسام کو صحیحیں: اگر موزے صرف چھڑے کے ہوں تو انہیں خفیہ کہا جاتا ہے۔ اگر کچھ ہے کہ موزے کے دوں طرف یعنی اوپر پہنچ چھڑا بھی لا ہوا ہے تو اسے مُجَدِّدین کہتے ہیں۔ اگر موزے کے صرف نچلے حصہ میں چھڑا لا ہوا ہے تو اسے مُشَعَّلین کہتے ہیں۔ جنور ب: سوت یا اون یا نائلوں کے موزوں کو کہا جاتا ہے، ان کو جراحت بھی کہتے ہیں۔ موزے کی ابتدائی تینوں قسموں پر مسح کرنا جائز ہے، لیکن جمہور فقہاء و علماء نے احادیث نبویہ کی روشنی میں تحریر کیا

ہے کہ جراب یعنی سوت یا اون یا ناتیلوں کے موزوں پر مسح کرنا اسی وقت جائز ہو گا جب ان میں شخین (یعنی موٹا ہونے) کی شرائط پائی جاتی ہو، یعنی وہ ایسے سخت اور موٹے کپڑوں کے بنتے ہوں کہ اگر ان پر پانی ڈالا جائے تو پاؤں تک نہ پہنچے۔ معلوم ہوا کہ سوت یا اون یا ناتیلوں کے موزوں (جیسا کہ موجودہ زمانے میں عموماً پاؤں سے جاتے ہیں) پر مسح کرنا جائز نہیں ہے۔ ہندوپاک کے علماء حقیقتی کہ اہل حدیث علماء نے بھی یہی تحریر فرمایا ہے کہ عام ناتیلوں کے موزوں پر جیسا کہ عموماً موجودہ زمانے میں موزے استعمال کئے جاتے ہیں (ان پر) مسح کرنا جائز نہیں ہے۔ مگر کچلوگوں (نے دیکھا دیکھی) نام موزوں (جرابوں) پر مسح کرنا شروع کر دیا ہے خواہ موزوں پر مسح کرنے کے مسائل سے واقف ہیں یا نہیں۔ ہندوپاک کے علماء نے (جو مختلف فیہ مسائل میں مشہور تابعی و فقیہ حضرت امام ابو عینیہ رحمہ اللہ کی تحقیقیت کو اختیار کرتے ہیں) وضاحت کے ساتھ تحریر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صراحت کے ساتھ قرآن کریم میں فرمادیا کہ وضو میں پیروں کا دھونا ضروری ہے۔ جہاں تک موزوں پر مسح کرنے کا تعلق ہے تو صرف انہیں موزوں پر مسح کرنے کی گنجائش ہو گی جن پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا ہو یا مسح کرنے کی تعمیم دی ہو اور وہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہوں۔ کسی شک و شبہ والے قول یا خبر کو قرآن کریم کے واضح حکم کے مقابلہ میں قول نہیں کیا جائے گا۔ جراب (سوت یا اون یا ناتیلوں کے موزوں) پر مسح کرنے کی کوئی (قوی) دلیل کتب حدیث میں موجود نہیں ہے۔ مشہور اہل حدیث عالم مولانا محمد عبد الرحمن مبارک پوریؒ نے ترمذی کی مشہور شرح (تحفۃ الاحوال ذی شرح جامع الترمذی) میں باب ماجاء فی المسح علی الْحُوَرِيْنَ وَالْعَلَلِینَ کے تحت اس موضوع پر جو تفصیل بحث فرمائی ہے اس کا خلاصہ کلام یہ ہے: جرابوں (جیسا کہ آجکل موزے استعمال ہوتے ہیں) پر مسح کی کوئی دلیل نہیں ہے، نہ تو قرآن کریم سے نہ سنت سے نہ اجماع سے اور نہ قیاس صحیح سے۔ (پھرے کے) موزوں مسح کی بابت بہت سی احادیث منقول ہیں جن کے صحیح ہونے پر علماء کا اجماع ہے۔

صحابہ کرام کے موزوں کی طرح کی جرابوں پر آج کل کی باریک جرابوں کو قیاس کرنا قطعاً درست نہیں۔ ہاں اگر آج بھی موزوں کی طرح کی جرابوں کو کوئی استعمال کرتا ہے تو ان پر مسح کرنے میں کوئی مضافات نہیں۔ مشہور اہل حدیث عالم شیخ نذیر حسین دہلویؒ سے پوچھا گیا کہ اونی اور سوتی جرابوں پر مسح جائز ہے یا نہیں ہے؟ وہ جواب میں تحریر کرتے ہیں کہ مذکورہ جرابوں پر مسح جائز نہیں ہے کیونکہ اس کی کوئی صحیح دلیل قرآن و سنت میں نہیں ملتی اور مجوزیں نے جن چیزوں سے استدلال کیا ہے اس میں خدشات ہیں، پھر خدشات کا ذکر فرمایا کہ جرابوں پر مسح

جاوے ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ (فتاویٰ نذریہ): اس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ جبراہول پر مسح کرنے کے بارے میں کوئی حدیث مرفوع صحیح ایسی نہیں جو کلام سے غالی ہو یعنی جس پر محمد شین رحمہم اللہ نے ضعف کا حکم نہ لگایا ہو۔ پھر یہ جبراہول پر مسح والامسئلہ نہ قرآن سے ثابت ہے نہ حدیث مرفوع صحیح سے نہ جماعت نہ قیاس سے لہذا خفین چری جس پر مسح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کے سوا جراب پر مسح ثابت نہیں ہوا۔

نماز ایمان کے بعد اسلام کا سب سے اہم و بنیادی رکن ہے، قرآن کریم کی سیکڑوں آیات میں نماز پڑھنے کی تاکید وارد ہوتی ہے اور پوری امت مسلمہ کا جماع ہے کہ وضو کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ قرآن کریم میں صراحت کے ساتھ وضو میں پیروں کے دھونے کا ذکر آیا ہے لہذا صرف آن ہی شرائط کے ساتھ اور آن ہی موزوں پر مسح کرنا جائز ہوگا جن کا ثبوت احادیث صحیحہ سے ملتا ہے اور چجزے کے موزے سے بازار و مارکیٹ میں عام دستیاب بھی ہیں بہر حال جراب پر مسح کرنے کا کوئی ثبوت احادیث صحیحہ میں نہیں ملتا۔ لہذا آج جبراہول پر مسح نہ کریں، ہاں اگر مسح کرنے کا ارادہ ہے تو چجزے کے موزوں کا انتعمال کریں، ورنہ پیروں کو دھوئیں تاکہ وضو کا فرض ادا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک یعنی نماز میں صحیح طریقہ پر ادا ہوں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور سب مسلمانوں کو دینی بصیرت سے نوازے اور قول و عمل میں اخلاص نصیب

فرماتے۔

عمر شاheed Library
Umar Shaheed Library
www.umarllibrary.org

مَوْزُولٌ پُرْسَحْ كَرْنَے کے احکام و مسائل

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ مَسَحَ عَلَى الْجَفَنَيْنِ.

سیدنا حضرت سعد بن ابی و قاص رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر سح
کیا۔ (سنن النسائی ج 1 ص 31)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں سفر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ صلی
اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ مغیرہ پانی والا برتن لے لے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے وہ
لے لیا اس کے بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم چلتے چلتے مسیری آنکھوں
سے اوچھل ہو گئے قضاۓ حاجت کر کے واپس تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک شام میں تیار ہونے
والا جبہ زیب تن فرمایا ہوا تھا اس کی آستین قدرے تنگ تھیں آپ نے اپنے ہاتھ کو آستین سے نکالا شروع کیا تو
چونکہ وہ تنگ تھیں اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کو آستین کے اندر والے حصے سے نکالا تو میں نے
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پانی پیش کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پانی سے نمازوں والا خدو کیا پھر اپنے موزوں پر سح
اس کے بعد نماز ادا فرمائی۔

سردیوں کے موسم میں موزوں پر سح اللہ تبارک و تعالیٰ کے ان بے پابند احسانوں میں ایک احسان
ہے جس پر اہل ایمان کو اللہ کا شکر دا کرنا چاہیے۔ اور موزوں پر سح کرنے والوں اللہ علیہ السلام کے قول فعل سے بطریق
صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ سح کا لغوی معنی نکی چیز پر ہاتھ پھیرنا ہے اور شریعت کی اصطلاح میں سح سے مراد
ہتر ہاتھ کا کسی عضو یا موزوں پر پھیرنا ہے۔ موزوں پر سح کرنا جائز امر ہے اور شریعت محمدی میں اس کی اجازت
دی گئی ہے کہ سفر و حضر میں موزوں پر سح کر سکتے ہیں۔ یہ حکم دراصل ایک رخصت ہے جو بنی کریمہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
نے اپنی امت کیلئے آسانی فرماتے ہوئے عطا کر کی ہے۔

اگر موزے مخصوص شرائط پر پورے اترتے ہوں اور پاکی کی حالت میں پہنے گئے ہوں تو پاؤں دھونے

کی بجائے ان موزوں پر مسح جائز ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ ایسے موزے جو پورے چھڑے کے ہوں یا ان کے اوپر اور نچلے حصے میں چھڑا ہو یا صرف نچلے حصے میں چھڑا ہو ان پر مسح کرنا جائز ہے، اسی طرح ایسی جرائم جن میں تین شرطیں پائی جائیں: 1۔ گاڑھے ہوں کہ ان پر پانی ڈالا جائے تو پاؤں تک نہ پہنچے۔ 2۔ تنے منبوط ہوں کہ بغیر جو توں کے بھی تین میل پیدل چلنا ممکن ہو۔ 3۔ سخت بھی ایسی ہوں کہ بغیر باندھے پہنچنے سے نہ گریں، ان پر بھی مسح جائز ہے، ان کے علاوہ ادنی سوتی یا ناتلون کی مروجہ جرایوں پر مسح جائز نہیں، مسح کرنے کا طریقہ یہ ہے پاؤں دھو کر پاکی کی حالت میں موزے پہنچنے جائیں، اس کے بعد پہلی بار وضوٹ جانے پر وضو کرتے ہوئے موزوں پر مسح کر سکتے ہیں۔

موزوں پر مسح کی مدت مقیم شخص (بومسافر نہ ہو) کے لیے ایک دن اور ایک رات ہے جبکہ مسافر کے لیے مدت تین دن اور تین راتیں ہے۔ حضرت شریج بن ہانی روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر موزوں پر مسح کرنے کی مدت پوچھی تو آپ نے فرمایا: حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے یہ مسئلہ دریافت کرو یہو مکہ وہ حضور بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اکثر سفر میں رہا کرتے تھے۔ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: حضور بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کے لیے تین دن اور تین راتوں کی اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات کی مدت مقرر فرمائی ہے۔ (صحیح مسلم، متناب الطہارہ، باب التوقیت فی المسح علی الحفظین، 1: 232، رقم: 272) یہ حدیث مبارکہ جمہور فقهاء کے مذہب پر واضح طور پر دلالت کرتی ہے کہ موزوں پر مسح کی درج بالا مدت متعین ہے۔

موزوں پر مسح اس وقت جائز ہے جبکہ موزے وضو کر کے پہنچنے ہوں، اگر صرف پاؤں دھو کر موزے پہنچنے اور باقی وضوہ کیا تو اب ان موزوں پر مسح کرنا جائز نہیں۔

موزوں پر مسح کے دو فرائص ہیں (1) موزوں کی اوپر کی جانب مسح کرنا، (2) ہاتھ کی چھوٹی تین انگلیوں کی مقدار مسح کرنا

موزوں پر مسح کرنے کا منون و منتخب طریقہ یہ ہے کہ ہاتھ کی انگلیاں بھگو کر کھلی ہوئی حالت میں موزوں کے اگلے ظاہری حصہ سے اوپر ٹھنڈوں سے اوپر تک لے جائیں، انگلیاں پوری رکھی جائیں؛ بلکہ اگر انگلیوں کے ساتھ ہتھیلی بھی شامل کر لی جائے تو زیادہ بہتر ہے (بیشتر زیور)

اگر پوری انگلیوں کو موزے پر نہیں رکھا بلکہ صرف انگلیوں کا سر اموزے پر رکھا اور انگلیاں کھڑی رکھیں تو یہ مسح درست نہیں ہوا۔ البتہ انگلیوں سے پانی برابر پٹک رہا ہو جن سے بہہ کرتیں انگلیوں کے برابر پانی موزے کو لگ جائے تو مسح درست ہو جائے گا۔

اگر تو یہ کی طرف یا اپری پر مسح کیا یا موزے کے اطراف میں مسح کیا تو یہ مسح درست نہیں ہوا۔ مسح کرنے کے لیے چند شرطیں ہیں: ۱. چڑھے کے ہوں یا کم آزم تلاچڑھے کا ہو باقی حصہ کی اور موٹی چیز کا ہو۔ ۲. موزے ایسے ہوں کہ ٹخنے چھپ جائیں۔ ۳. پاؤں سے چھٹے ہوئے ہوں کہ انہیں پہن کر آسانی سے چل پھر سکے۔ ۴. وضو کر کے پہنا ہو۔ ۵. پہننے سے پہلے جنی ہونہ پہننے کے بعد جنی ہوا ہو۔ ۶. مقررہ مدت کے اندر پہنے جائیں۔

7. کوئی موزہ پاؤں کی تین انگلیوں کے برابر پھٹا ہوانہ ہو۔

مسئلہ: پاکستان میں جو عموماً سوتی یا اونی موزے یعنی جرابے پہننے جاتی ہیں اُن پر مسح جائز نہیں ان کو اتنا کہ پاؤں کا دھونا فرض ہے۔ وضو کر کے پہنا ہو، یعنی پہننے کے بعد اور حدث سے پہلے ایک ایسا وقت ہو کہ اس وقت میں جب وہ شخص باوضو ہو کر پہننے مسئلہ: اور اگر صرف پاؤں کا دھونا فرض ہے اور بعد پہننے کے وضو پورا نہ کیا تو اب وضو کرتے وقت مسح جائز نہیں۔ مسئلہ: وضو کر کے ایک ہی پاؤں میں موزہ پہنا اور دوسرا نہ پہنا، یہاں تک کہ حدث ہو گیا یعنی وضو ٹکیا تو اس ایک پر بھی مسح جائز نہیں دونوں پاؤں کا دھونا فرض ہے۔ مسئلہ: غسل کرنے والے کے لئے مسح جائز نہیں خواہ غسل فرض ہو یا سنت اس کو پیدا ہونے ہوں گے مسئلہ: ۱۰: جنی نے غسل کیا مگر تھوڑا سا بدن خشک رہ گیا اور موزے پہن لیے اور قبل حدث کے اس بگہ کو دھوڑا۔ تو مسح جائز ہے اور اگر وہ بگہ اعضاے وضو میں دھونے سے رہ گئی تو اسی قابل دھونے کے حدث ہوا تو مسح جائز نہیں۔

کوئی موزہ پاؤں کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر پھٹا ہو یعنی چلنے میں تین انگلی بدن ظاہر نہ ہوتا ہو اور اگر تین انگلی پھٹا ہو اور بدن تین انگلی سے کم دکھائی دیتا ہے تو مسح جائز ہے اور اگر دوں تین تین انگلی سے کم پھٹے ہوں اور مجموعہ تین انگلی یا زیادہ ہے تو بھی مسح ہو سکتا ہے۔ سلامی کھل جائے جب بھی بھی حکم ہے کہ ہر ایک میں تین انگلی سے کم ہے تو جائز ورنہ نہیں۔ مسئلہ: ۱۳: ایسی جگہ پھٹا یا سیوں کھلی کہ انگلیاں خود دکھائی دیں، تو چھوٹی بڑی کا اعتبار نہیں بلکہ تین انگلیاں ظاہر ہوں۔

شرعی معذور اور اس کے احکام و مسائل

**عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ الدِّينَ يُسْتَرِّ، وَلَنْ يُشَادَّ
الدِّينَ أَحَدٌ إِلَّا غَلَبَهُ. فَسَدِّلُوا وَقَارُبُوا وَأَبْشِرُوا وَاسْتَعِينُوا بِالْغَدُوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَئِءٍ مِّنَ
الدُّجَاهِ.**

سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ سے کہ بنی کریم ﷺ نے فرمایا بیشک دین میں سختی اختیار کرے گا تو دین اس پر غالب آجائے گا (اور اس کی سختی نہ پل سکے گی) پس (اس لیے) اپنے عمل میں پیچھے اختیار کرو۔ اور جہاں تک ممکن ہو میانہ روزی برتو اور خوش ہو جاؤ (کہ اس طرزِ عمل سے تم کو دارین کے فائد حاصل ہوں گے) اور صبح اور دوپہر اور شام اور کسی قدر رات میں (عبادات سے) مدد حاصل کرو۔ (نماز پنج وقتہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ پابندی سے ادا کرو۔)

دین اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جس میں ہر طبقہ اور شعبہ کے افراد کے لئے رہنمائی موجود ہے، اس میں جہاں صحت مندا اور تدرست آدمی کے لئے احکامات ہیں، وہیں کمزور اور معذور افراد کے لئے بھی احکامات موجود ہیں اور پھر اس میں بھی معذورین افراد کے لئے رخصت، سہولت، عافیت، آسانی اور زیمی کے احکامات اس قدر وضاحت سے موجود ہیں کہ کوئی بیمار سے بیمار اور معذور سے فردیہ نہیں کہہ سکتا کہ میں دین پر عمل نہیں کر سکتا، یہی اس دین کا حسن ہے جو کہ قیامت تک کے نتے زندہ جاوید ہے اور ہر دور میں انسانیت کی رہنمائی کرتا رہے گا۔

شریعت نے بعض لوگوں کو جو مختلف بیماریوں کی وجہ سے وضوب قرار ہیں رکھ سکتے، معذور قرار دیا ہے اور ان کے لیے نماز اور دوسری عبادات کے سلسلے میں غاص رعایت اور سہولت دی ہے، کیوں کہ اسلام کسی بھی شخص پر اس کی استعداد سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔ ذیل میں ان شرعی معذوروں کے احکام و مسائل بیان کیے جاتے ہیں، لیکن اس سے پہلے یہ بات جانتا بھی نہیں ہے کہ کون کون سے لوگ شریعت کی نظر میں کن کن حالت میں معذور قرار

دیے گئے میں۔ معدوں شرعی اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کے وضو ٹوٹنے کا سبب اس تسلیم سے پایا جائے کہ اسے کسی ایک نماز کے پورے وقت میں پاکی کے ساتھ فرض نماز ادا کرنے کا موقع بھی نہ مل سکے، مثلاً تکیر پھوٹی ہو کر کسی طرح بند نہیں ہوتی یا ہر وقت پیشاب کا قفرہ آتا رہتا ہو یا زخم سے خون چاری رہتا ہو، یا گیس کی ایسی بیماری ہو کہ وضو برقرارہ رہتا ہو۔ یا عورت متخاضہ ہو۔ مثلاً عورت کو ایک وقت تو استخاضہ نے ہمارت کی مہلت نہیں دی اب اتنا موقع ملتا ہے کہ وضو کر کے نماز پڑھ لے مگر اب بھی ایک آدھ دفعہ ہر وقت میں خون آجاتا ہے تواب بھی معدوں ہے۔ یوں تمام بیماریوں میں اور جب پورا وقت گزر گیا اور خون نہیں آیا تواب معدوں نہیں جب پھر کمھی پہلی حالت پیدا ہو جائے تو پھر معدوں ہے اس کے بعد پھر اگر پورا وقت غالی گیا تو معدوں رجارت ہا۔ ان اعذار کی صورت میں بھی معدوں کا حکم اس وقت لگے گا جب درج ذیل شرائط پائی جائیں اور اس کے بعد ہر پورے وقت میں کم از کم ایک مرتبہ جب تک وہ غدر پایا جاتا رہے گا، اور اگر آئندہ کوئی پورا وقت اس غدر سے غالی پایا گیا تو وہ شخص معدوں شرعی کے حکم سے خارج ہو جائے گا۔ (فتاویٰ رحمیہ ۲۸/۴)

معدوں شخص نے کسی نماز کے وقت سے پہلے (دوسری نماز کے وقت میں) وضو کر لیا تو اس وضو سے اگلے وقت کی نماز پڑھنا درست نہیں، اس لئے کہ وقت نکلنے سے معدوں کا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ (فتاویٰ رحمیہ ۲۸/۴)

اسی طرح جس شخص کے کپڑے پیشاب یا خون کے قطرات سے مسلسل ناپاک ہوتے رہتے ہیں اور اسے اتنا وقت نہیں مل پاتا کہ ایک نماز بھی پاک کپڑوں میں پڑھ سکے، مثلاً ہر سو دو تین منٹ پر ناپاکی ہوتی رہتی ہے، تو ایسے شخص کے لئے کپڑوں کو دھونا یا بد لنا ضروری نہیں، انہیں ناپاک کپڑوں میں نماز پڑھ سکتا ہے، ہاں! اگر اسے اتنا وقت ملتا ہو کہ پوری نماز بلا نجاست کے پڑھ سکتے تو اس کے لئے کپڑوں کا بد لنا یا دھونا ضروری ہو گا۔

اگر بیٹھ کر نماز پڑھنے سے یا اشارے سے نماز پڑھنے سے یا کسی تدبیر یا اعلان کو اختیار کر کے، پاکی کے ساتھ نماز پڑھنا ممکن ہو تو پھر معدوں کا حکم نہیں لگا جائے گا، بلکہ اسی صورت کو اختیار کر کے پاکی کے ساتھ نماز پڑھنا ضروری ہو گا۔

معدوں شخص ہر نماز کے وقت نیا وضو کر لیا کرے گا، جب تک اس نماز کا وقت رہے گا اس کا وضو بھی باقی رہے گا۔ جو شخص معدوں ہو اس کو وقت سے پہلے وضو کرنا درست نہیں، وہ وقت داخل ہونے کے بعد ہی وضو کرے، اگرچہ جماعت فوت ہو جائے۔ معدوں شخص غیر معدوں لوگوں کا امام نہیں بن سکتا۔ معدوں ہونے کے بعد قطروں کا

وقدہ وقہ سے آنا اور جلدی جلدی آناسب برابر ہیں۔ معدود کے لیے فجر کا وضو سورج نکلنے تک اور سورج نکلنے کے بعد کیا ہوا وضو عصر تک باقی رہتا ہے، چنانچہ اشراق، چاشت اور عیدین کے وضو سے ظہر کی نماز پڑھی جاسکتی ہے، عصر کا وضو مغرب تک، مغرب کا وضو عشاء تک اور عشاء کا وضو صحیح صادق تک رہے گا، لہذا تہجد کے وضو سے فجر کی نماز نہ پڑھی جائے۔ اگر غدر کے علاوہ کسی اور وجہ سے وضوٹ جائے تو نیا وضو کرنا ضروری ہو گا۔ قطروں کی بیماری کی صورت میں روئی پیشہ کی نالی میں تھوڑا اندر کر کے رکھی جائے، تاکہ روئی کا وہ حصہ جو نظر آتا ہے اس پر پیشہ کی تری کا اثر ظاہر نہ ہو، چنانچہ اگر اثر ظاہر ہو گیا تو باقی مدرسے گا: اگر معدود را اس بات پر قادر ہے کہ زخم پر کچھ را باندھنے یا روئی رکھنے یا روئی بھرنے سے خون، پیپ وغیرہ کے غدر کو روک سکتا ہے یا کم کر سکتا ہے تو اس کو بند کرنا یا کم کرنا واجب ہے، ایسا شخص معدود نہیں رہتا۔

اگر جھکنے یا سجدہ کرنے سے خون جاری ہو جاتا ہے یا پیشہ کے قطرے گرنے لگتے ہیں، اور کھڑے رہنے یا بیٹھنے سے جاری نہیں ہوتے تو کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھے، اسی طرح اگر کھڑے ہونے سے غدر جاری رہتا ہے، بیٹھنے سے نہیں تو نماز بیٹھ کر پڑھے، ان صورتوں میں یہ شخص معدود نہیں ہو گا۔ اگر لیٹھ رہنے سے غدر جاری نہیں ہوتا، بیٹھنے یا کھڑے ہونے سے جاری ہوتا ہے تو یہ شخص معدود ہے، لہذا لیٹھ کر نماز پڑھے، بلکہ نماز کے سارے رکن ادا کرے، اگر چہ غدر برقرار رہتا ہو، کیوں کہ ایسا شخص شرعی معدود ہے۔ اگر کسی کو مثلاً نماز ظہر کا وقت شروع ہونے کے بعد غدر پیش آیا تو آخر وقت تک انتظار کرے، اگر غدر برقرار جاری رہے یعنی جلدی جلدی وضو کر کے جلدی نماز ادا کرنے کا موقع بھی نہیں مل سکتا اسی حالت میں نماز ادا کرے اور پھر دیکھ کہ عصر میں غدر تمام وقت رہتا ہے یا نہیں، اگر اس کو نماز پڑھنے کا موقع مل گیا تو وہ ظہر کے چار فرض دوبارہ لوٹائے، اس لیے کوہ معدود نہیں ہے، سن اور نوافل دہرانے کی ضرورت نہیں اور اگر عصر کے پورے وقت میں اس کو پاکی کی حالت میں نماز پڑھنے کا موقع نہیں ملا تو وہ معدود ہے اور ظہر کی نماز اس کی درست ہے۔ اگر وضو کرتے وقت خون جاری تھا اور نماز پڑھتے وقت بند تھا اور پھر دوسرا نماز کے تمام وقت میں بند رہا تو پہلی نماز کو دہرائے، اسی طرح جب نماز کے اندر خون بند ہوا اور دوسرا نماز کے سارے وقت میں بند رہا تو پہلی نماز کو دہرائے۔ کسی شخص کے ایک مرتبہ معدود ہو جانے کے بعد اس کی معدودی باقی رہنے کے لیے شرط یہ ہے کہ ہر نماز کے پورے وقت میں کم از کم ایک مرتبہ ضرور یہ غدر لاحق ہو، چنانچہ معدود ہونے کے بعد اگر کسی نماز کے پورے وقت میں ایک مرتبہ

بھی یہ عذر لاحق نہیں ہوا تو اس کا مذکور ہونا ختم ہو جائے گا، اب اس کا حکم یہ ہو گا کہ جتنی مرتب عذر لاحق ہو گا وضوٹ جائے گا۔

عمومی طور پر مذکوروں کو نماز، طہارت اور عبادات کے سلسلے میں جن جن مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے، ان کو سامنے رکھتے ہوئے ان کے مسائل ذکر کیے گئے ہیں، اگر ان مسائل سے ہٹ کر کوئی مسئلہ پیش آجائے تو علماء و مفتیان کرام سے رابطہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ تمام مرتضیوں اور مذکوروں کو صحت تن درستی عطا فرمائے، اور ہر حال میں اپنی عبادت و املاعات سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں کرتے رہنے کی زندگی کے آخری سانس تک توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

حیض و نفاس کے احکام و مسائل

أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَكَبَّرُ فِي حَجَّرِي وَأَنَا حَائِضٌ، ثُمَّ يَقُولُ الْقُرْآنَ.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ میری گود میں سر کھ کر قرآن مجید پڑھتے، حالانکہ میں اس وقت حیض والی ہوتی تھی۔

حضرت فاطمہ بنت ابی جیش کو سخا خدا کا خون آیا کرتا تھا۔ تو انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ رگ کا خون ہے اور حیض نہیں ہے۔ اس لیے جب حیض کے دن آئیں تو نماز چھوڑ دیا کرو جب حیض کے دن گزر جائیں تو غسل کے نماز پڑھ لیا کرو۔

حیض ایک طبعی اور فطری خون ہے جو مقررہ ایام میں عورت کے حم سے نکلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ماں کے پیٹ میں موجود پیچے کی خوراک بنایا ہے کیونکہ اسے وہاں خوراک کی حاجت ہوتی ہے۔ اگر ماں کے پیٹ میں جانے والی خوراک میں رحم کا پچھریک ہو جاتا تو عورت کمزور ہو جاتی۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خون حیض کو پیچے کی غذا بنا دیا۔ اسی بنا پر حاملہ عورت کو حیض نہیں آتا۔ جب پچھریک اہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس نومولود کی خوراک دودھ کی شکل میں ماں کے پستانوں میں منتقل کر دیتا ہے جو وہاں سے حاصل کرتا ہے، اس وجہ سے دودھ پلانے والی عورت کے حیض میں کمی راقع ہو جاتی ہے۔ جب عورت حمل اور رضاعت کے مرحلے سے فارغ ہو جاتی ہے تو اس خون کی ماں کے رحم میں ضرورت نہیں رہتی، چنانچہ ہر ماہ تقریباً چھ یا سات دن اسے حیض کا خون آتا ہے، کبھی عورت کے مزاج یا خاص حالات کی وجہ سے اس میں کمی و بیشی بھی ہو جاتی ہے۔

حیض کا وقت اکثر علمائے کرام کی رائے میں اس کی ابتداء کی کے نورس کی عمر کو پہنچنے سے پہلے نہیں ہوتی یعنی قمری نوسال اور قمری سال 354 دنوں کا ہوتا ہے۔ اور علمائے کرام کے زدیک اگر اس عمر سے قبل اس خون کو دیکھتے تو وہ حیض کا خون شمارہ ہو گا بلکہ وہ کسی علت و بیماری اور خرابی کا خون ہے۔ حیض مدت العمر بھی جاری رہ سکتا

ہے، اس امر کی کوئی دلیل نہیں کہ کسی غاص عمر میں اس کا انقطاع ہو جاتا ہے۔ اگر 100 سال کی بڑھی بھی اپنی شرمگاہ سے خون کا خروج دیکھے تو وہ حیض کا شمار ہو گا۔

لغت میں کسی چیز کے پہنے اور جاری رہنے کو حیض کہتے ہیں اور شریعت کی اصطلاح میں صحبت کی حالت میں غاص اوقات میں بغیر سبب کے عورت کے رحم سے نکلے والے خون کو حیض کہتے ہیں۔ جو عورت کے رحم سے بغیر کسی بیماری اور ولادت کے جاری ہوتا ہے اور جسے عرف عام میں ماہواری یا ایام بھی کہتے ہیں۔ اسی طرح رحم عورت سے جو خون کسی مرش کی وجہ سے آتا ہے اسے استخانہ اور جو خون ولادت کے بعد جاری ہوتا ہے اسے نفاس کہتے ہیں۔ حیض کی مدت کم سے کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے لہذا اس مدت میں خون غاص سفیدی کے علاوہ جس رنگ میں بھی آئے وہ حیض کا خون شمار ہو گا یعنی حیض کے خون کا رنگ سرخ بھی ہوتا ہے اور سیاہ و بزر بھی، نیز زرد اور مٹی کے رنگ جیسا بھی حیض کے خون کا رنگ ہوتا ہے۔ حیض و نفاس کا موضوع انتہائی گراں قدر اور غایت درجہ کا عامل ہے کیونکہ خواتین اسلام کی نماز، روزہ وغیرہ کے اہم مسائل اس سے والبته ہیں اور خواتین اپنی فطری شرم و حیا کی وجہ سے علماء سے ایسے مسائل دریافت نہیں کر پاتی۔

ایام حیض میں نماز، روزہ نہ کرنا چاہئے البتہ ایام گزر جانے کے بعد روزے تو قباء ادا کئے جائیں گے مگر نماز کی قضا نہیں ہو گی۔ مناسب ہے کہ اس موقع پر حیض کے کچھ مسائل و احکام (ماخوذ از علم الفقہ) ذکر کر دیئے جائیں۔☆..... اگر کوئی عورت سوکر اٹھنے کے بعد خون دیکھے تو اس کا حیض اسی وقت سے شمار ہو گا جب سے وہ بیدار ہوئی ہے اس سے پہلے نہیں اور اگر کوئی حاضر عورت سوکر اٹھنے کے بعد اپنے کو ظاہر یعنی پاکی کی حالت میں پائے تو جب سے سوئی ہے اسی وقت سے ظاہر سمجھی جائے گی۔☆..... حیض و نفاس کی حالت میں عورت کے ناف اور زانوں کے درمیان کے جسم کو دیکھنا یا اس سے اپنے جسم کو ملانا بشرطیکہ کوئی پیڑا درمیان میں نہ ہو مکروہ تحریری ہے اور جماع کرنا حرام ہے۔☆..... حیض و نفاس والی عورت کو قرآن مجید پڑھنا دیکھ کر، یا زبانی اور اس کا چھونا اگرچہ اس کی جلد یا چولی یا حاشیہ کو با تھی ایسی کی نوک یا بدن کا کوئی حصہ لگے یہ سب حرام ہیں۔☆..... حیض والی عورت اگر کسی کو قرآن مجید پڑھاتی ہو تو اس کو ایک ایک لفظ کے بچے یعنی جوڑ کر کے پڑھانے کی غرض سے کہنا جائز ہے۔ ہال پوری آیت ایک دم پڑھ لینا اس وقت بھی ناجائز ہے۔☆..... کاغذ کے پرچے پر کوئی سورہ یا آیت لکھی ہو اس کا بھی چھونا حرام ہے۔☆..... جزدان میں قرآن مجید ہو تو اس جزدان کے چھونے میں حرج نہیں۔

☆.....اس حالت میں گرتے کے دامن یادو پٹے کے آنچل سے یا کسی ایسے پکڑے سے جس کو پہنے، اوڑھے ہوئے ہے قرآن مجید پھونا حرام ہے۔☆.....قرآن مجید کے علاوہ اور تمام اذ کا لکمہ شریف، درود شریف وغیرہ پڑھنا بلکہ اہت جائز بلکہ متحب ہے اور ان چیزوں کو وضو یا لگلی کر کے پڑھنا بہتر اور ویسے ہی پڑھ لیا جب بھی حرج نہیں۔☆.....ایسی عورت کو اذان کا جواب دینا جائز ہے۔☆.....ان دنوں میں نمازیں معاف ہیں ان کی قضا بھی نہیں اور روزوں کی قضا اور دنوں میں رکھنا فرض ہے۔☆.....نماز کے وقت میں وضو کر کے اتنی دیر تک ذکر الہی، درود شریف اور دیگر وفاتیں پڑھ لیا کرے جتنی دیر تک نماز پڑھا کر تھی تاکہ عادت رہے۔☆.....حائض کے احکام میں یہ بھی ہے کہ وہ بیت اللہ کا طواف نہ کرے، قرآن مجید کی (پکوکر) تلاوت نہ کرے، مسجد میں نہ بیٹھے اور اس کا غاؤند اس سے صحبت نہ کرے کیونکہ وہ حرام ہے حتیٰ کہ اسے حیض آنابند ہو جائے اور غسل کر لے۔ جس عورت کا حیض دس دن اور دس راتیں آ کر بند ہوا ہو تو اس سے بغیر غسل کے خون بند ہوتے ہی جماع جائز ہے۔☆.....اور جس عورت کا خون دس دن سے کم آ کر بند ہوا ہو تو اگر اس کی عادت سے بھی کم آ کر بند ہوا ہے تو اس سے جماع جائز نہیں۔ جب تک کہ اس کی عادت نہ گز رجائے اور عادت کے موافق اگر بند ہوا ہے تو جب تک غسل نہ کرے یا ایک نماز کا وقت نہ گز رجائے جماع جائز نہیں۔ نماز کا وقت گز رجائے کے بعد بغیر غسل کے بھی جائز ہو گا۔ نماز کے وقت گز رجائے سے یہ مقصود ہے کہ اگر شروع وقت میں خون بند ہوا تو باقی وقت سب گز رجائے اور اگر آخر وقت میں خون بند ہوا تو اس قدر وقت ہو ناضر وری ہے کہ جس میں غسل کر کے نماز کی نیت کرنے کی گنجائش ہو اور اگر اس سے بھی کم وقت باقی ہو تو پھر اس کا اعتبار نہیں دوسری نماز کا پورا وقت گز رناظر وری ہے۔ یہی حکم نفاس کا ہے کہ اگر چالیس دن آ کر بند ہوا ہو تو خون بند ہوتے ہی بغیر غسل کے اور اگر چالیس دن سے کم آ کر بند ہوا ہو اور عادت سے بھی کم ہو تو بعد عادت گز رجائے کے اور اگر عادت کے موافق بند ہوا ہو تو غسل کے بعد یا نماز کا وقت گز رجائے کے بعد جماع وغیرہ جائز ہے۔ ہاں ان کے سب صورتوں میں متحب ہے کہ بغیر غسل کے جماع نہ کیا جائے۔☆..... جس عورت کا خون دس دن اور راتوں سے کم آ کر بند ہوا اور عادت مقرر ہو جانے کی شکل میں عادت سے بھی کم ہو تو اس کو نماز کے آخر وقت متحب تک غسل میں تاخیر کرنا واجب ہے اس خیال سے کہ شاید پھر خون آجائے مشدعاً شفاء کے شروع وقت خون بند ہوا ہو تو عشاء کے آخر وقت متحب یعنی نصف شب کے قریب تک اس کو غسل میں تاخیر کرنا چاہئے اور جس عورت کا حیض دس دن یا عادت مقرر ہونے کی شکل میں عادت کے موافق آ کر بند ہوا ہو تو اس کو نماز

کے آخر وقت منتخب تک غسل میں تاخیر کرنا متحب ہے۔☆..... اگر کوئی عورت غیر زمانہ حیض میں کوئی ایسی دوا استعمال کرے جس سے خون آجائے تو وہ حیض نہیں مثلاً کسی عورت کو مہینے میں ایک دفعہ پانچ دن حیض آتا ہو تو اس کے حیض کے پانچ دن کے بعد کسی دوا کے استعمال سے خون آجائے تو وہ حیض نہیں۔☆..... اگر کسی عادت والی عورت کو خون جاری ہو جائے اور بر جاری رہے اور اس کو یہ یاد نہ رہے کہ مجھے کتنے دن حیض آتا تھا یا پھر یہ یاد نہ رہے کہ مہینہ کی کس تاریخ سے شروع ہوتا تھا اور کب ختم ہوتا تھا۔ یادِ دونوں باتیں یاد نہ رہیں تو اس کو چاہئے کہ اپنے نالب گمان پر عمل کرے یعنی جس زمانے کو وہ حیض کا زمانہ خیال کرے اس زمانے میں حیض کے احکام پر عمل کرے اور جس زمانے کو طہارت کا زمانہ خیال کرے اس زمانے میں طہارت کے احکام پر عمل کرے اور اگر اس کا گمان کسی طرف نہ ہو تو اس کو ہر نماز کے وقت نیاوضو کر کے نماز پڑھنی چاہئے اور روزہ بھی رکھے مگر جب اس کا یہ مرض رفع ہو جائے روزہ کی قضاۓ ادا کرنی ہو گی اور اگر اس کو شک کی کیفیت ہو تو اس میں دو صورتیں میں۔ پہلی صورت یہ ہے کہ اس کو کسی زمانے کی نسبت یہ شک ہو کہ یہ زمانہ حیض کا ہے یا طہر کا تو اس صورت میں ہر نماز کے وقت نیاوضو کر کے نماز پڑھے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اس کو کسی زمانہ کی نسبت پر شک ہو کہ یہ زمانہ حیض کا ہے یا طہر کا یا حیض سے خارج ہونے کا تو اس صورت میں وہ ہر نماز کے وقت عمل کر کے نماز پڑھ لے۔☆..... جب حیض کا خون بند ہو جائے تو عورت پاک ہو جاتی ہے۔ اب اس پر غسل کرنا فرض ہے۔ غسل کے بعد ہر روزہ کام جو حیض کے سبب ممنوع تھا، انھیں کرنے کی اجازت ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور سب مسلمانوں کو دینی بصیرت سے نوازے اور قول و عمل میں اخلاص نصیب فرمائے۔

هماری دیگر مطبوعات

